پانچواں باب

مسئلہ ختمِ نبوت

(بحث اجرائے نبوت وعدم اجرائے نبوت)

تنقیح موضوع

مرزائیوں کے پاس سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کا ایک موضوع اجرائے نبوت بھی ہے یعنی نبوت کو اپنی طرف سے جاری کرنے کی کوشش کرنا۔ دور از کار تاویلات بے ہودہ استدلالوں اور رکیک تحریفات کی ذریعہ وہ اپنی مطلب برآری کی ناجائز اور بے ہودہ کوشش کرتے ہیں۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ لازم ہے کہ دعویٰ اور مستدل کی تنقیح کر لی جائے' اور بغیر تنقیح وتعیین کے ہرگز گفتگو کا آغاز نہ کیا جائے۔ اگر دعویٰ کی تنقیح ہو گئی تو یہ سمجھ لیجئے کہ مرزائی اپنی رکیک تاویلات کی بیساکھی سے ایک انچ بھی آگے نہیں چل سکتے۔ اور یہ تنقیح آپ کے پاس ایسا ہتھیار ہوگا جس کے ذریعہ آپ ان کی پیش کردہ ہر دلیل کو ڈائنامیٹ کر سکیں گے۔

واضح رہے کہ قادیانی مطلق اجرائے نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری رہنے کے قائل ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ

(۱) پہلے اس خاص قسم کو واضح کیا جائے۔

(۲) پھر اس خاص دعویٰ کے مطابق خاص ہی دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳) اگر وہ اپنے خاص دعویٰ پر خاص دلیل پیش کریں تو اس کے بعد ہی اس پر بحث کی جائے...... یہ نہ ہو کہ دعویٰ تو خاص ہو اور دلیل عام ہو کیونکہ یہ کھلی بددیانتی اور خلاف عقل و درایت ایک دھوکہ دہی ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ حوالے یاد رکھنے چاہئیں جن سے مرزائیوں کے اجرائے نبوت کے خاص دعویٰ کی نشاندہی ہوتی ہے:

حوالہ ۱: ''میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں: (۱) جو شریعت والے ہوں۔ (۲) جو شریعت نہیں لائے۔ لیکن ان کو نبوت بلا واسطہ ملتی ہے۔ اور کام وہ پہلی ہی امت کا کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان و زکریا اور یحییٰ علیہم السلام۔ (۳) اور ایک جو نہ شریعت لائے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔''

(قولِ فیصل' مرزا بشیر الدین محمود ص ۱۴)

حوالہ ۲: ''اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے: (۱) تشریعی نبوت۔ ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔ (۲) وہ نبوت جس کے لیے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے۔ ایسی نبوت حضرت مسیحِ موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔ (۳) ظلی اور امتی نبی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔'' (مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت' مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ص ۳۱)

حوالہ ۳: ''انبیاء کرام علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی' پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں نمبر ۱۔ براہ راست نبوت پانے والے۔ نمبر ۲۔ نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش تر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔'' (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

ان حوالہ جات سے قادیانیوں کا یہ دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک نبوت کی دو قسمیں بالکل بند ہیں اور ایک خاص قسم کی نبوت یعنی ظلی بروزی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے جاری ہے۔ نیز یہ خاص قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے

نہیں پائی گئی تھی آپ کے بعد ہی ظہور میں آئی ہے۔اور اسے پانے کے لئے صرف ایک ہی شخص مخصوص کیا گیا ان کے ہاں یہ نبوت وہبی نہیں بلکہ کسبی ہے کیونکہ اس میں اتباع کا واسطہ ہے۔تو گویا دعویٰ کے تین جز ہوئے:(الف) ظلی بروزی نبوت۔(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوئی۔(ج) یہ کسبی ہے وہبی نہیں......

اب ان تینوں تنقیحات کے بعد موضوع ہذا پر گفتگو کرتے وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ مرزائی اپنے عقیدہ کے ثبوت میں جو دلیلیں پیش کریں وہ ان کے دعوے خاص سے مطابقت رکھتی ہیں یا نہیں؟ اگر نہ رکھیں تو ان پر بالکل بحث نہ کی جائے۔مثلاً ایسی دلیل اگر پیش کی جائے جس میں ظلی بروزی وہبی یا کسبی، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا پہلے ہونے کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو اس جانب التفات نہ کیا جائے۔عام طور پر قادیانی یہی عیاری کرتے ہیں اور عام آیت پیش کر کے اس پر بحث شروع کر دیتے ہیں......اور نا تجربہ کار مناظر ان کی اس چال کو سمجھ نہیں پاتے۔اس لیے یہیں پر بند لگا دینا چاہیے کہ دلیل بالکل دعویٰ کے مطابق ہو۔کوئی بھی خاص دعویٰ عام دلیل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔اگر آپ اسی پر استقلال کے ساتھ جم جائیں تو ہمارا دعویٰ ہے کہ ان شاء اللہ کوئی بھی قادیانی قیامت تک اپنے مزعومہ خاص عقیدہ کے موافق ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتا۔

ایک ضروری تنبیہ

جب کسی طرح کام نہیں چلتا تو مرزائی اپنے موضوع سے ہٹ کر امکانِ نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔لہٰذا اس مرحلہ پر بھی ہوشیار رہنا چاہیے۔اور اس پر بحث نہ کرنی چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ یہاں امکان کی بات نہیں بلکہ وقوع کی بات ہے۔اور اگر وہ پھر بھی مصر رہیں تو فوراً تریاق القلوب کی حسب ذیل پوری عبارت بلا کم و کاست پڑھ کر سنا دیں۔ان شاء اللہ یہ نسخہ اس کے چپ کرنے میں نہایت زود اثر ثابت ہوگا' دیکھئے۔

"ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے۔اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا

ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی ہو چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں۔ اور سب مردار کھاتے...... اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔ اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے۔ اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔

(تریاق القلوب ص ۵۲ اور روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۹۔۲۸۰)

درحقیقت خود مرزا نے اپنی زبانی مذکورہ بالا عبارت میں اپنی حقیقت واضح کی ہے۔ لہٰذا امکانِ نبوت کے بعد بھی مرزا جیسے ناقص الدماغ کو نبی تسلیم کر لینا ممکن نہ ہوگا۔

نہیں قائل ہوا میں آج تک جھوٹی نبوت کا

خدا جن کا بروزی ہے نبی جن کا برازی ہے

ختم نبوت کے دلائل متواتر اور روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے ختم نبوت (از مفتی محمد شفیع صاحبؒ) عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ (از علامہ خالد محمود اور ہدایۃ الحیاری) اور ہدایۃ الحیاری وغیرہ کا مطالعہ کر لینا چاہیے۔ ہم یہاں پر ان دلائل سے کم اور دلائلِ مرزائیہ کی تردید پر زیادہ زور صرف کریں گے کیونکہ مناظرہ میں زیادہ تر اسی کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ختم نبوت کی تمہید

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا

جزوِ لازم ٹھہرایا ہے۔ وہاں انبیاء ورسل علیہم السلام کی نبوت ورسالت کا اقرار کرنا بھی ایک لازم جزو قرار دیا ہے۔ تمام انبیاء کرام کی نبوتوں کو ماننا اوران پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجئے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لئے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت ووحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں ملتا نہ اشارۃً نہ کنایۃً اگر پہلے انبیاء کی نسبت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری تھا۔ کیونکہ پہلے انبیاء کرام اور ان کی وحی تو گزر چکی۔ امت مسلمہ کو ان سے تو سابقہ پڑتا نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی نبوتوں سے انہیں یقیناً دوچار ہونا تھا مگر قرآن کریم میں ان کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملتا' بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں بیان فرمانا صاف اور اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطا نہ کی جائے گی۔ مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیے:

(ا) **یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك و بالأخرة هم یوقنون ٥** (سورۃ بقرہ آیت نمبر۴)

(ترجمہ) ''ایمان لاتے ہیں اس پر جو تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔''

(۲) **یا اهل الکتاب هل تنقمون منا الا ان امنا بالله وما انزل الینا وما انزل من قبل ٥** (سورۃ مائدہ آیت ۵۹)

(ترجمہ) ''اے اہل کتاب! تم لوگ ہم سے صرف اس چیز کو ناپسند کرتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں اور اس چیز پر جو ہم پر اور ہم سے پہلے نازل کی گئی ہے۔''

(۳) **لکن الراسخون فی العلم منهم والمومنون یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك ٥**

(سورۃ نساء آیت نمبر۱۶۲)

(ترجمہ) ''لیکن ان میں سے پختہ علم والے لوگ اور مومن لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی ہے۔''

(۴) **یا یھا الذین آمنوا امنوا باللّٰہ و رسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ٥** (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۳۶)

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور کتاب کو جو اس نے اپنے رسول پہ نازل کی ہے۔ اور اس کتاب کو جو اس سے پہلے نازل کی گئی ہے مانو۔''

مندرجہ بالا تمام آیات میں خداوند تعالیٰ نے ہمیں صرف ان کتابوں الہامات اور وحیوں کی اطلاع دی ہے۔ اور ہم سے صرف انہی انبیاء کو ماننے کا تقاضا کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزر چکے اور بعد میں آنے والے کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔

یہ چند آیات لکھی گئی ہیں ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں ''**من قبل ینا من قبلك**'' کا صریح طور پر ذکر تھا۔ اب چند وہ آیات بھی ملاحظہ فرمایئے جن میں خدا تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ میں انبیاء کا ذکر فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا وہ ماضی میں ہو چکے اور مرتبہ نبوت انہیں حاصل ہو چکا اب ان کا ماننا داخل ایمان ہے۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کا جزو لازم قرار دیا جائے۔

(۱) **قولوا آمنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم٥** (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۳۶)

(ترجمہ) ''کہو کہ ہم ایمان لے آئے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس پر جو حضرت ابراہیم پر نازل کی گئی۔''

(۲) **قل آمنا باللّٰہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم٥** (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۴)

(ترجمہ) ''کہہ دو کہ ہم نے مان لیا اللہ تعالیٰ کو اور اس کو جو ہماری طرف نازل کی گئی۔ اور اس کو جو حضرت ابراہیم کی طرف نازل کی گئی۔''

(۳) **انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ واوحینا الیٰ ابراھیم واسمٰعیل ہ**

(سورۃ نساء آیت نمبر ۱۶۳)

(ترجمہ) ''ہم نے وحی کی تیری طرف جیسا کہ وحی کی نوحؑ اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف اور جیسا کہ ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل کی طرف۔

ان تینوں آیات میں دیگر ان جیسی اور آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گذشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت و رسالت کو کہیں صراحۃً وکنایۃً یا اشارۃً ذکر تک نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت و رسالت سے نوازنا مقدر تھا۔ پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔ اور بعد میں نبوت کی راہ کو ابدالآباد کے لئے مسدود کر دیا گیا۔ اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔ آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی پیش کی جاتی ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت ہی کو اٹھا دے اور وہ ایسی فلاسفی بتا دے کہ جس پر یقین کر کے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہ (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳)

(ترجمہ) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔''

اس ارشاد خداوندی نے بتا دیا کہ دین کے تمام محاسن مکمل اور پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی متمم یا مکمل کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے جب کسی متمم یا مکمل کی ضرورت نہیں رہی تو یقیناً آج کے بعد کسی کو نبی بنانے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔

اس آیت کا معنی میں مرزا قادیانی کی زبان سے ہی کروا دیتا ہوں۔ مرزا نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے ص ۵۱ ر۔خ جلد ۱۷ ص ۱۷۴ پر لکھا ہے۔

کہ ''ایسا ہی آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** اور آیت **ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین** میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

نیز قرآن مجید نے اشارۃ ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جتنے نبی ہو چکے ہیں وہ سب کے سب آپؐ سے پہلے ہی ہیں۔ آپؐ کے بعد اب کسی کو نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۝

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

(ترجمہ) ''اور لیا جب اللہ نے اقرار نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آئے گا تمہارے پاس رسول جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی امداد کرنا ہوگی۔''

اس جگہ یہ متعین کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے بعد آئیں گے اسی آیت کو مرزا قادیانی نے حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰، ۱۳۱ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴ میں نقل کر کے اس کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ اس آیت میں **ثم جاء کم رسول** سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھیے آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا خود مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

''سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر و کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۲۳۰، ۲۳۱)

مرزائیوں کے چند عذر اور اُن کے جوابات

عذر نمبر ۱: مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا انکار اور محدثیت کا دعویٰ اپنی غلط فہمی کی بناء پر کیا تھا۔ ورنہ وہ درحقیقت نبی تھا جس کو وہ سمجھ نہ سکا۔

جواب: مرزائی یا تو یہ کہیں کہ مرزا قادیانی نے جب نبوت کا انکار کیا اور صرف محدثیت کا ہی دعویٰ کیا تھا۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کی اس حرکت سے بالکل بے خبر اور غافل تھا یا اس کی اس غلطی پر خدا تعالیٰ عمداً خاموش رہا۔ اور اس کو اس انکار نبوت سے نہ روکا۔ وہ دراصل نبی تھا اور خدا بھی جانتا تھا کہ وہ نبی ہے۔ مگر خدا نے اس جھوٹ سے عمداً اغماض کیا (والعیاذ باللہ) کیا ایسا ہو سکتا ہے اور کیا یہ خدا کی شان کے لائق ہے؟ دیکھیں گے کہ مرزا قادیانی کے چیلے اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

عذر نمبر ۲: ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ محدث اور نبی دراصل ایک ہی ہیں۔ گویا محدثیت کا اقرار کرنا نبوت کا اقرار ہی ہے۔

جواب: مگر ایسے شخص کو ازالہ اوہام ص ۴۲۱ ر۔ خ ص ۳۲۰ جلد ۳ کی عبارت پر غور کرنا چاہیے۔ ''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا۔'' اب بتائیے کیا نبوت اور محدثیت ایک ہے؟

اس کے علاوہ اور بہت سی عبارتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث و مجدد اور ہوتے ہیں اور انبیاء غیر تشریعی ان کے علاوہ ہیں۔ محدث ہونا اور ہے اور نبی ہونا اور ہے۔

ایک عبارت شہادۃ القرآن کی بھی ملاحظہ فرمائیں کتنی واضح ہے:

> ''نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے .... اس وقت تائید دین عیسوی کے لئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں۔''
>
> (شہادۃ القرآن ص ۵۹، ۶۰ ر۔ خ ص ۳۵۵، ۳۵۶ جلد ۶)

شہادۃ القرآن میں اس قسم کی اور بھی بہت سی عبارتیں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقرار مرزا قادیانی بہت سے غیر تشریعی نبی اس کی

تائید کے لئے بغیر کتاب کے آئے تھے لیکن اس امت مرحومہ میں انبیاء غیر تشریعی بھی نہیں بلکہ مجددین ہی صرف آسکتے ہیں۔ اب تشریعی اور غیر تشریعی کا سوال ہی درمیان سے جاتا رہا۔ اس ضروری تمہید اور وضاحت کے بعد ختم نبوت پر چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

عقیدہ ختمِ نبوت قرآن مجید کی روشنی میں

آیت ۱: **والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك و بالاخرۃ ھم یوقنون۔ اولئك علی ھدی من ربھم واولئك ھم المفلحون۔**

(ترجمہ) ''اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو تجھ پر نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ ہدایت پر ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے اور وہی ہیں کامیاب۔'' (بقرہ نمبر۴) (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہ سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیتوں کا ایک جزو ہے اور قرآنِ کریم کے دوسرے صفحہ پر ہی یہ آیت موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فلاح وہدایت کے لئے صرف دو وحیوں **مآ انزل الیك** (موجودہ) اور **ومآ انزل من قبلك** (سابقہ) پر ایمان لانا ضروری ہے اور بس......! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی عنداللہ وحی کا سلسلہ جاری رہتا تو یقیناً ہدایت و فلاح کا انحصار صرف موجودہ اور سابقہ وحیوں پر نہ ہوتا بلکہ آئندہ آنے والی وحی پر بھی ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا اور مذکورہ دو الفاظ کے ساتھ ساتھ ایک اور جملہ **ومآ انزل من بعدك** بھی لایا جاتا۔ جیسا کہ سابقہ اقوام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی جاتی رہی اور ان سے عہد لیا جاتا رہا کہ اگر وہ نبی تمہاری زندگی میں آگئے تو تمہیں ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا ضروری ہوگا۔ مگر ہم نے پورے قرآن پر نظر ڈالی لیکن ہمیں کہیں **مآ انزل من بعدك** کے الفاظ نہیں ملے جبکہ میرے علم کے مطابق **ومآ انزل من قبلك** کا مضمون قرآنِ کریم میں تیس (۳۰) جگہ سے زائد مقامات پر ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد وحی کا سلسلہ بالکل منقطع ہو چکا ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ آیت بالا پر میری تقریر سن کر کئی قادیانیوں نے قادیانیت سے توبہ کی اور میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ **والحمد للہ علی ذلك۔**

مرزا محمود کی موشگافی

اس دلیل پر مرزائیوں کا اضطراب ایک فطری امر تھا اس لیے ان کے دوسرے سربراہ مرزا محمود نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی اور یہ کہا کہ آیت بالا میں جو "**وبالاخرۃ هم یوقنون**" فرمایا اس میں آخرۃ سے "ہمارے حضرت صاحب" کی وحی موعود مراد ہے۔ اس طرح تیسری وحی بھی ہدایت وفلاح کے انحصار میں داخل ہے۔ اور اس پر ایمان لانا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ قرآنِ کریم اور سابقہ کتابوں پر۔ مرزا محمود نے اس کا ترجمہ کیا ہے: آئندہ آنے والی موعود باتیں۔ (تفسیر صغیر ص ۵)

جہالت کی انتہا

قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ لفظ آخرۃ قرآنِ کریم میں جہاں بھی استعمال ہوا ہے اس کے صرف ایک ہی معنی لیے گئے ہیں اور وہ ہیں "قیامت" اس کی ایک نہیں ۱۱۵ نظیریں پیش کی جاسکتی ہیں اس لئے اس سے آخری وحی مراد لینا سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ آج تک امت میں سے کسی مفسر یا مجدد نے وہ معنی اس لفظ سے مراد نہیں لیے جو مرزائی مراد لیتے ہیں۔ پھر وحی کا لفظ مذکر ہے اور "آخرۃ" کا لفظ مونث ہے یہ قواعدِ نحویہ کی رُو سے بھی وحی کی صفت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

بعض ناواقف لوگ مرزا کی نبوت منوانے کے لئے **بالاخرۃ هم یوقنون** کی آیت کو بے محل پیش کرتے ہیں۔ اور آخرت سے مراد آخری نبوت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت) لیتے ہیں۔ لیکن خود مرزا قادیانی اس جگہ آخرۃ سے مراد قیامت سمجھتا ہے۔ (دیکھو الحکم نمبر ۲ جلد ۱۰، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر ۲۔۳) اس میں مرزا قادیانی نے **بالاخرۃ هم یوقنون** کا ترجمہ "اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں" کیا ہے۔

(ایضاً تفسیر سورۃ بقرہ بیان کردہ مرزا قادیانی طبع ربوہ ص ۱۱)

آیت ۲ : **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین۔** (سورہ احزاب: آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں

لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔" (حضرت تھانویؒ)

خاتم النبیین کا ترجمہ حضور علیہ السلام کی زبانی!

انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی۔

(ترجمہ) "میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔"

(ترمذی شریف جلد۲ ص۱۰۷)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

(ترجمہ) "میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(سنن ابی داؤد جلد۲ ص۲۲۴)

خاتم النبیین کا ترجمہ مرزا قادیانی کی زبانی!

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔" (ازالہ اوہام ص۶۱۴ درخزائن ص۴۳۱ جلد۳)

ما کان محمد ابا احمد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین، الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها وهذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین۔ وکیف یجیئی نبی بعد رسولنا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللّٰہ به النبیین؟

"کیا تو نہیں جانتا کہ رب رحیم احسان کرنے والے نے ہمارے نبی کا نام بغیر استثناء کے خاتم الانبیا رکھا ہے اور اس کی تفسیر

ہمارے نبی نے اپنے قول "لا نبی بعدی" کے واضح بیان کے ساتھ کردی ہے۔ طلب کرنے والے کے لئے اور اگر ہم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی نبی کا آنا جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کو کھول دیں گے اور یہ خلاف قاعدہ ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں ہے۔" اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی کیسے آسکتا ہے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے اور آپ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰ در خزائن ص ۲۰۰ ج ۲۰)

یہ آیت اس بات کا کھلا اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں میں آخری اور سلسلہ نبوت ورسالت ختم کرنے والے ہیں۔ اب آپ کے بعد کسی نئے آدمی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ جنھیں نبوت ملنی تھی انہیں آپ سے پہلے ہی اس نعمت سے سرفراز کر دیا گیا۔ آپ کے بعد کسی کو یہ درجہ ملنے والا نہیں ہے۔ آپ خود بھی آخری ہیں' آپ کی شریعت بھی آخری ہے اور آپ کا لایا ہوا دین ابدی ہے۔ اب اس میں نہ کسی ترمیم کی گنجائش ہے اور نہ تبدیلی کی اجازت۔

مرزائیوں کی بوکھلاہٹ

اس آیت کو دیکھ کر دعویٰ نبوت کے بعد مرزائے قادیان مسیلمہ پنجاب کے ہوش اُڑ گئے اور اس نے یہ یقین کرلیا کہ جب تک یہ آیت اپنے متبادر اور ظاہری معنی پر محمول ہے اس کے خلاف اس کا کوئی دعویٰ بھی کسی صاحب عقل کے نزدیک معتبر نہیں مانا جا سکتا۔ اس لیے صرف جھوٹے نبی ہی نہیں بلکہ اس کی ساری امت اس تگ ودو میں لگ گئی کہ کسی نہ کسی طرح اس آیت کا مقصد فوت کیا جائے اور اس سے اپنی مطلب براری کی جائے۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ آیت سے واضح ہونے والے عقیدہ ختم نبوت کو زک دینے کے لئے امت مرزائیہ کی جانب سے ایسی لچر' باطل اور لغو تاویلیں کی گئی ہیں جن کا تصور بھی کسی صحیح الدماغ انسان سے نہیں کیا جا سکتا۔ ذیل میں ان کی چند ہرزہ سرائیوں اور موشگافیوں کا مدلل تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ اسلامی مناظرین وقت ضرورت اس سے نفع اٹھا سکیں۔

(۱) خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر

مرزا کی تاویل باطل

آیت بالا میں...... لفظ خاتم النبیین سے عقیدہ ختمِ نبوت اس لیے نہیں ثابت کیا جا سکتا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر اور تصدیق سے انبیاء بنیں گے۔ اس معنی کے اعتبار سے آپ کا آخری نبی ہونا لازم نہیں ہے۔ بلکہ جب بھی (خواہ آپ سے پہلے یا بعد) کوئی نبی آئے گا تو اس کی نبوت آپ کی مہر سے ہی تصدیق یافتہ ہوگی' یہ معنی خود مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۲۷' ۲۸ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۹' ۳۰ میں لکھے ہیں۔

جواب: خاتم النبیین سے نبیوں کی مہر کے معنی کرنا دیگر تصریحاتِ قرآنیہ' احادیثِ متواترہ اور اجماع امت کے علاوہ خود قواعد لغت کے خلاف ہے۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب یہ لفظ جماعت یا قوم کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس سے آخری شخص ہی مراد لیا جاتا ہے۔ اگر وہی معنی مراد ہوں جو مرزائی کہتے ہیں تو **خاتم القوم** اور **خاتم الاولاد** کا مطلب یہ ہوگا کہ قوم اور اولاد اس کی مہر سے بنتی ہے پھر اسلاف کرام میں سے کسی مفسر اور مجدد نے وہ معنی نہیں کیے جو مرزائی کہہ رہے ہیں۔ بلکہ تفسیر کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس معنی کے خلاف تفسیر موجود ہے۔ تفسیر ابنِ جریر طبریؒ میں حضرت قتادہؓ (۱۰۰ھ) سے خاتم النبیین کی یہ تفسیر منقول ہے۔ **عن قتادۃؓ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای اخرھم۔** (تفسیر ابن جریر ۲۲ ص ۱۱) علاوہ ازیں آیتِ بالا میں حضرت ابنِ مسعودؓ کی قراءت سے بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مہر یا مصدق ہونے کے معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اور صرف آخری نبی ہونے کے معنی ہیں۔ اس قراءت کے الفاظ یہ ہیں: **ولکن نبیا ختم النبیین** (لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنھوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا)

یہ قراءت تفسیر کی تمام ہی معتبر کتابوں میں منقول ہے۔ اور تواتر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے **خاتم النبیین** کے اس معنی میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

مرزائی ذرا اپنے گھر کی خبر لیں!

خود ان کے حضرت صاحب نے جا بجا اپنی تصنیفات میں خاتم سے آخری ہی مراد لیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ''خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔''

(چشمہ معرفت در روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۳ در حاشیہ)

(۲) ''میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔''

(چشمہ معرفت در روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰ حاشیہ)

(۳) ''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتمِ کتب سماوی ہے۔'' (ازالہ اوہام در خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

(۴) ''وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۲۷)

(۵) ''اور نیز یہ راز بھی کہ اخیر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۲)

(۶) ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب در روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبری

(ترجمہ) جب آپ کی ذات پاک پر کمال ختم ہوا تو نبوت اور اس کی جملہ انواع (جو کمالات میں سے ہیں) بھی لازماً آپ پر ختم ٹھہریں۔

(دیباچہ براہین احمدیہ چہار حصص ص ۱۰ ر۔ خ ص ۱۹ جلد ۱)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
(سراج منیر ص ۹۳۔ رخ جلد ۱۲ ص ۹۵)

ان سب حوالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی خاتم الانبیاء، خاتم الاولیاء اور خاتم الاولاد کے معنی آخری نبی، آخری ولی اور آخری اولاد کے ہیں۔

(۲) کیا نزول عیسیٰ ختمِ نبوت کے منافی ہے؟

آیتِ ختم نبوت پر جرح کرتے ہوئے مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے۔ جب وہ آئیں گے تو وہی آخری نبی ہوں گے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لیے ثابت ہوا کہ یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں۔

جواب: مرزائیوں کی اس موشگافی کا جواب متعدد طریقوں سے دیا جا سکتا ہے۔

(الف) ابھی حوالہ گزر چکا ہے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الاولاد قرار دیا ہے اور اس کی تشریح یہ کی ہے کہ "میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا۔" ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا آپؐ سے پہلے جو پیدا ہوئے تھے وہ ہو چکے، آپؐ کے بعد یہ سلسلہ بند ہو چکا ہے اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپؐ سے پہلے پیدا شدہ ہیں اور آسمان پر زندہ موجود ہیں اس لیے ان کی موجودگی اور قیامت کے قریب دنیا میں تشریف آوری سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

(ب) آپؐ کے آخری نبی ہونے سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوت ہونا لازم نہیں آتا۔ جس طرح کہ مرزا صاحب کے خاتم الاولاد ہونے سے ان کے بڑے بھائی بہن کی موت ثابت نہیں کیا جا سکتی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ (جنہیں ہجرت میں سابقین اولین میں شامل نہ ہونے کا افسوس تھا) کو اطمینان دلاتے

ہوئے فرمایا تھا:

"اطمئن یا عم فانك خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة۔" (کنزالعمال ج۶ ص۱۷۸)

تو کیا کوئی ذی عقل و ہوش انسان حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ آپ کے خاتم المہاجرین ہوتے ہی بقیہ سب مہاجرین انتقال کر گئے تھے۔ بلکہ اس کا مطلب خود الفاظِ حدیث سے واضح ہے کہ وہ عملِ ہجرت میں آخری ہیں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے والوں میں آخری ہیں۔ یہ آخری ہونا اس امر کو مستلزم نہیں ہے کہ آپ سے قبل کے انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔

(ج) خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آپؐ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں اس لیے ان کا تشریف لانا ختمِ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی نہیں ہے۔ آیت کے یہی معنی معتبر مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ صاحب تفسیر کشاف قادیانیوں کے اس شبہ کا جواب درج ذیل الفاظ میں دیتے ہیں:

> **فان قلت: کیف کان اخرالا نبیاء و عیسیٰ علیه السلام ینزل فی آخرالزمان؟ قلت معنی کونه آخرالا نبیاء انه لا ینبا احد بعده و عیسیٰ ممن نبی قبله۔**
>
> (کشاف ج۳ ص۲۳۹ مطبوعہ بیروت)

کشاف کی عبارت کا ترجمہ

"اگر یہ اعتراض ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوں گے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ میرا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرالانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو آپ سے قبل نبی بنایا جا چکا ہے۔"

دیگر معتبر تفاسیر میں بھی مضمون اسی طرح وارد ہے۔

(۳) کیا آنحضرت ﷺ صرف انبیاء سابقین کے خاتم ہیں؟

آیت ختم نبوت کے بارے میں بعض مرزائیوں نے یہ موشگافی بھی کی ہے کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے پہلے آنے والے تمام انبیاء کے خاتم ہیں' لٰہذا آپؐ کے بعد کسی نبی کا آنا آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی نہیں ہے۔

پھر خصوصیت کیا رہی؟

اگر بالفرض خاتم النبیین کے وہی معنی لیے جائیں جو مرزائیوں نے لیے ہیں تو اس معنی سے تو ہر نبی خاتم النبیین قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہوگا۔ حالانکہ یہ لقب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا اور کسی نبی کو خاتم النبیین نہیں کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ صفت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ جبھی صادق اور ممتاز ہو سکتی ہے کہ اس سے آخر الانبیاء ہی مراد لیے جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے تمام انبیاء پر کچھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے' ان میں سے دو خصوصیات یہ ہیں: **ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون۔** (ترمذی ج۲ ص۲۸۳) ''میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔'' سو مرزائیوں کے بیان کردہ معنی ان صریح نصوص کے خلاف ہیں۔

(۴) خاتم النبیین میں الف لام عہدی ہے یا استغراقی؟

مرزائی ایک شوشہ یہ بھی چھوڑتے ہیں کہ النبیین میں الف لام استغراق کا نہیں ہے کہ آپ سارے ہی انبیاء کے آخر قرار دیئے جائیں بلکہ یہ الف لام عہدی ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب شرائع جدیدہ (تشریعی انبیاء) کے آخر ہیں لٰہذا آپؐ کے بعد غیر صاحب شریعت جدیدہ نبی کا آنا آیت کے خلاف نہیں ہے۔

جواب حاضر ہے!

(الف) کسی معتبر مفسر یا مجدد نے یہاں الف لام عہد کا نہیں لیا۔ نیز یہاں استغراق کے معنی بلا تکلف صحیح ہیں اس لیے مجاز یعنی عہدی مراد لینے کی حاجت نہیں ہے۔

(ب) اگر یہ عہد کا مان بھی لیں تو اس سے پہلے معہود یعنی انبیاء صاحب شریعتِ جدیدہ کا ذکر ہونا چاہیے۔ جو پورے قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ قادیانی کے کسی شیطانی ملفوبہ میں ہوتو ہو۔

(۵) کیا خاتم النبیین کہنا خاتم المفسرین وغیرہ القاب کے مانند ہے؟

آیتِ ختمِ نبوت کی تاویلاتِ باطلہ میں مرزائیوں کی فخریہ تاویل یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتم النبیین کا اطلاق ایسا ہی ہے جیسے کسی کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہہ دیتے ہیں۔ تو کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد کوئی محدث یا مفسر پیدا نہ ہوگا بلکہ یہ کلام صرف بطور مبالغہ بولا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بطور مبالغہ اس لفظ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپؐ کے بعد کسی نبی کا آنا اس تصریح کے خلاف نہ ہوگا۔

نعوذ باللہ!

حقیقت یہ ہے کہ امتِ مرزا کی تکفیر کے لیے ان کی صرف یہ ایک تاویل ہی کافی ہے۔ ذرا سوچیے تو سہی کہاں عام انسانوں کا اپنی جہالت کی بنا پر کسی کو خاتم المفسرین کہنا اور کہاں عالم الغیب والشہادۃ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کسی پیغمبر کو خاتم النبیین قرار دینا؟ دونوں کو ایک درجہ میں رکھنا یہ کھلی حماقت اور اللہ تعالیٰ کے علم کے در پردہ انکار کو مستلزم ہے۔ یہ جسارت مرزائیوں اور ان کے ''حضرت صاحب'' ہی کو مبارک ہو' نعوذ باللہ منہ اور پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ نبوت ایک وہبی چیز ہے اور محدث و مفسر بنا کسبی امور میں سے ہے۔ اس لیے اگر واہب نبوت (اللہ تعالیٰ) کسی کو خاتم النبیین کہے تو اس کا صرف یہی مطلب ہوگا کہ اعطاء نبوت

کا سلسلہ اب بند ہو چکا ہے۔ برخلاف خاتم المفسرین وغیرہ کے کیونکہ کسب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا وہاں کوئی بھی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہی متعین آدمی خاتم ہے' اور نہ یہ الفاظ کہتے وقت کسی کے ذہن میں یہ تصور آتا ہے...... لہٰذا خاتم المفسرین جیسے الفاظ محض مبالغہ کے لیے مستعمل ہوتے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جب مرزائی درج بالا موشگافیوں اور ہرزہ سرائیوں سے بالکل باز نہ آئیں تو ان کے سامنے خود ان کے حضرت صاحب کی عبارتیں تابڑتوڑ طریقہ پر پیش کرنی چاہئیں جو صراحۃً ختم نبوت پر دال ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے متنازعہ آیت کا ترجمہ بعینہٖ وہی کیا ہے جو ہمارے نزدیک ہے۔ یہ حوالہ دلائلِ مرزائیہ کو اڑانے کے لیے انتہائی طاقتور ایٹم بم کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب کی زبانی آیت کا ترجمہ "یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔"

(ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۳۱ آیت ۲۱)

اسی طرح کا مضمون مرزا کی دیگر کتب نشان آسمانی' آئینہ کمالات اسلام' ایام الصلح اور حمامۃ البشریٰ میں بھی قدرے تفصیل وتاکید کے ساتھ موجود ہے۔

یہاں مرزائی یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی مذکورہ بالا تحریرات ان کو نبوت ملنے سے قبل کی ہیں' بعد میں (۱۹۰۱ء) میں ان کا نظریہ بدل گیا تھا۔ اس لیے یہ سب تحریریں منسوخ اور ناقابل استدلال ہیں۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اس فرضی شبہ کا جواب یہ ہے کہ عقائد میں نسخ نہیں ہوتا نسخ احکام میں ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ پہلے کوئی چیز کفر ہو اور بعد میں وہ اسلام وایمان ہو جائے۔ پھر انبیاء قبل نبوت بھی اسی طرح معصوم ہوتے ہیں جیسے کہ بعد نبوت اور بالفرض اگر نسخ تسلیم بھی کر لیں تو یا تو نسخ سے پہلے کا عقیدہ صحیح ہوگا' یا نسخ کے بعد کا۔ اگر نسخ سے پہلے کا عقیدہ صحیح مانا جائے تو مرزا قادیانی قیامت تک بھی نبی قرار نہیں دیا جا سکتا اور نسخ کے بعد کے عقیدہ یعنی اجرائے نبوت کے عقیدہ کو

اگر درست مانا جائے تو پہلے جو ساری امت ختم نبوت کی قائل رہی اس کی تکفیر لازم آئے گی اور پوری امت کو کافر کہنے والا خود کافر ٹھہرے گا۔ اس لیے بہر صورت امتِ مرزائیہ کا کفر طے شدہ ہے۔ اس طرح کے سطحی اور بے اصل شبہات واعتراضات سے کفر کی بلا کو نہ تو ٹالا جا سکتا ہے اور نہ مسیلمہ پنجاب کی نبوت تسلیم کرائی جا سکتی ہے۔

آیت ۳: ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ (سورہ صف آیت ۹)

(ترجمہ) ''اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ تمام ادیان پر بلند اور غالب کرے۔ گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔'' (تھانویؒ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ محمدی ہی تمام ادیان پر غالب ہے۔ اور اس کے آنے کی وجہ سے بقیہ تمام ادیان منسوخ ہو گئے ہیں اور یہ غلبہ اسی وقت متصور ہو سکتا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہ آئے' کیونکہ اگر کوئی واقعی نبی آئے تو اس کی اتباع ضروری ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کافی نہ ہوگا۔ جو ان کے غالب ہونے کے منافی ہوگا۔

آیت ٤: یا یھا النبی انا ارسلناك شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیاً الی اللہ باذنه و سراجا منیرا۔

اس آیت کریم میں حضور علیہ السلام کے چند القاب ذکر کیے گئے ہیں:

(۱)شاھد' (۲)مبشر' (۳)نذیر' (۴)داعی' (۵)سراجا منیرا۔

ہر ایک کی تشریح حسب ذیل ہے:

شاھد : گواہ۔ یعنی آپ اللہ کیلئے گواہ ہیں وحدانیت پر اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور آپ لوگوں پر اللہ کے گواہ ہوں گے قیامت کے دن۔ اس کی تفصیل درج ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے:

(۱) **وجئنا بك علی ھؤلاء شھیدا۔**

(۲) **لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔**

مبشر: اس لفظ کا معنی ہے خوشخبری دینے والا۔ حضور علیہ السلام مومنوں کو اجر عظیم اور جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں۔

نذیر: نذیر کا لغوی معنی ہے ڈرانے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو جہنم سے ڈرانے والے ہیں۔

داعی الی اللہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کے راستہ کی طرف بلانے والے ہیں۔

سراج منیر: آپ کی نبوت اتنی واضح ہے جتنا کہ سورج کی روشنی اور چمک کہ اس کا انکار معاند کے سواء کوئی نہیں کرسکتا۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۸ ج سوم)

فائدہ:

سراج کا لفظ دو معانی پر دلالت کرتا ہے: (۱) چراغ' (۲) سورج۔

اس آیت میں سورج کا معنی مراد ہے۔ سورج کے لئے سراج کا لفظ قرآن مجید میں اور بھی کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے:

(۱) **وجعل القمر فیھن نوراً و جعل الشمس سراجا۔** (سورۃ نوح آیت نمبر ۱۶)

(۲) **وجعلنا سراجاً وھاجاً** (النبا آیت نمبر ۱۳)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے "**سراجا منیرا**" کے لفظ کیوں آئے؟

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام آفتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اسی نور اعظم میں مدغم ہوگئیں۔ (فوائد عثمانیہ تحت آیت ہذا)

حضرت مولانا قاسم نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے چند اشعار اسی آیت کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اُسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون ومکان کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی' حسن مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم وحکمت میں وہ غیر محدود بھی' وہ ظاہر اُمیوں میں اٹھایا گیا

آیت بالا حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کی واضح دلیل بنتی ہے۔ آپ کے بعد کسی تشریعی، غیر تشریعی ظلی بروزی نبی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

تشبیہ کی وجوہات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہٗ نے تشبیہ کی چند وجوہات ذکر کی ہیں، وہ ہدیہ قارئین ہیں:

(۱) جس طرح دنیا کی مادی زندگی، کون و مکان کی روشنی، حرارت، زندگی کے لوازمات، نباتات کی نشوونما سورج کے وجود کے ساتھ مشروط ہے۔ اسی طرح روح کی نشوونما، حرارت ایمانی، علم، اخلاق، معرفت الٰہی، قلبی واردات کی گرم بازاری بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

(۲) جس طرح مادی آفتاب کے لیے ایک مدار اور محور ضروری ہے۔ جس پر وہ حرکت کرے اور وہ فلک ہے، اسی طرح روحانی آفتاب کے لئے بھی نبوت کا آسمان مرکز اور محور ہے۔

(۳) جب سورج نہیں ہوتا تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ مصنوعی روشنیاں اندھیرا دور نہیں کر سکتیں۔ جب تاریکی بہت ہو جائے تو ستارے نکلتے ہیں۔ پورا آسمان جگمگا اٹھتا ہے، پوری دنیا میں یکسانی کے ساتھ ہلکی روشنی آ جاتی ہے۔ پھر سورج نکلتا ہے تو اندھیرا مکمل طور پر بھاگ جاتا ہے۔

بعینہ اسی طرح جب کائنات میں ظلم، شرک، جہالت نفسانی خواہشات اور شبہات کے اندھیرے چھا گئے تھے۔ تو حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں پیغمبر آسمان نبوت پر ستاروں کی طرح طلوع ہوئے لیکن لاکھوں ستارے مل کر بھی رات کو دن نہیں بنا سکتے۔ رات کی تاریکی دور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت پر نمودار ہوئے۔ تاریکیاں چھٹ گئیں۔ خزاں، بہار سے بدل گیا۔

(۴) جس طرح سورج طلوع ہونے کے بعد ستاروں کے ظلی اور فروعی نور کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔ ایسے ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے آ جانے کے بعد کسی بھی نجم ہدایت (پیغمبر) کے نور کی حاجت نہیں رہتی۔

(۵) جس طرح سورج تمام ستاروں کے بعد آخر میں نکلتا ہے۔ تا کہ نورانیت کی ہر پچھلی کمی

پوری کر دے۔ ایسے ہی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرالانبیاء بھی بنایا گیا تا کہ آپ کا زمانہ بھی سب نبیوں کے آخر میں رہے تا کہ آخری عدالت کا فیصلہ، ہر ابتدائی عدالت کے فیصلوں کے لئے حرف آخر اور ان کے حق میں ناسخ ثابت ہو سکے۔

(ماخوذ از آفتاب نبوت تصنیف حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب نوراللہ مرقدہ)

مرزائی شبہ کا ازالہ

مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کر کے نبوت کا درجہ پایا ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ کی صفت ''سراج'' بیان کر کے ان کے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا گیا کہ جس طرح سورج سے فیض حاصل کر کے آج تک کوئی چیز سورج نہیں بن سکی۔ اسی طرح ''آفتاب ہدایت'' حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کر کے نبی نہیں بن سکتا۔ نبوت کے علاوہ بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے مجدد بن سکتا ہے، ولی بن سکتا ہے، محدث بن سکتا ہے، قطب ابدال ہو سکتا ہے، امام اعظم ابو حنیفہ بن سکتا ہے، لیکن نبی نہیں بن سکتا۔

آیت ۵: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

(ترجمہ) ''آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔''

یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن نازل ہوئی اور حسنِ اتفاق سے اس دن جمعہ تھا۔ (تفسیر خازن جلد اص ۴۳۵)

تم الھلال فصار بدراً کا مطلب ہے کہ اب پیچھے چاند کا کوئی حصہ نہیں رہا چاند سارا سامنے آ گیا اللہ تعالیٰ کے ہاں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے جو نعمتیں مقدر تھیں اب ساری سامنے آ گئیں اس کی نعمت بندوں پر تمام ہو گئی **واتممت علیکم نعمتی** تمام وہیں ہوتا ہے جہاں پیچھے کوئی ذخیرہ نہ رہے بعد میں ظاہر ہونے کے لئے تنکا تک رکھا نہ ہو۔ اس آیت میں دین کی نسبت تو صحابہ کی طرف کی اور نعمت کی نسبت اپنی طرف کی کہ نبوت اور رسالت کی پہل اسی کی طرف سے ہوتی ہے بندے کے عمل سے نہیں۔

دین کے مکمل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اب اس دین میں قیامت تک کسی نئی ترمیم

اور کسی نئی تشریح کی ضرورت نہیں' عقائد' اعمال' اخلاق' معاملات' تجارت' سیاست' تہذیب و تمدن' معاشرت' معشیت غرضیکہ ہر شعبہ زندگی کے رہنما اصول وضوابط امت پر اس طرح کھول دیئے ہیں کہ وہ تا قیامت کسی نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہ رہی۔

چنانچہ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی ہجری کے مجدد ہیں' اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"هذه اكبر نعم الله تعالى على هذه الامة حيث اكمل تعالى دينهم فلا يحتاجون الى دين غيره ولا الى نبي غير نبيهم صلوات الله و سلامه عليه ولهذا جعله الله خاتم الانبياء وبعثه الى الانس والجن۔"

(ترجمہ) "یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اُن کے لئے دین کو کامل فرمایا اس لئے امت محمدیہ نہ کسی دین کی محتاج ہے نہ کسی اور نبی کی اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا۔" (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر۲ ص۱۲)

مندرجہ بالا تفسیر سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں:

(۱) دین مکمل ہو چکا ہے' کسی نئے دین کی حاجت نہیں۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کسی تشریعی' غیر تشریعی' ظلی بروزی نبی کی کوئی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قوله "اليوم اكملت لكم دينكم" وهو الاسلام اخبر الله نبيه صلى الله عليه وسلم والمومنين انه اكمل لهم الايمان فلا يحتاجون الى زيادة ابدا وقد اتمه الله فلا ينقصه ابدا وقد رضيه الله فلا يسخطه ابدا۔"

(ابن کثیر بحوالہ مذکورہ)

(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اليوم اكملت لكم دينكم"

میں دین سے مراد اسلام ہے' اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو خبر دی کہ اس نے ان کے لئے ایمان مکمل کر دیا ہے۔ پس وہ کسی اضافہ کے کبھی محتاج نہیں ہوں گے اور تحقیق اس نے اس کو مکمل کر دیا پس وہ کبھی بھی اسے کم نہیں کرے گا اللہ اس سے راضی ہوا پس کبھی اس سے بے پرواہ نہیں ہوگا۔"

امام رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے بعد ۸۱/۸۲ دن زندہ رہے۔

ولم یحصل فی الشریعة بعدها زیادة ولا نسخ ولا تبدیل البتة۔ یعنی اس کے بعد شریعت میں کوئی اضافہ نہ ہوا' نہ کوئی حکم منسوخ ہوا اور نہ ہی کوئی تبدیلی ہوئی۔

امام رازی مزید لکھتے ہیں کہ اس معنی کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت صحابہؓ کے سامنے پڑھی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اور بڑی مسرت ظاہر کی مگر حضرت ابوبکر صدیق رو پڑے ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہ آیت حضور اکرم کی وفات کا زمانہ قریب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ کمال کے بعد زوال ہی ہوتا ہے پس یہ ابوبکر صدیقؓ کے کمال علم پر دلیل ہے کہ وہ ایسے نکتہ سے آگاہ ہوئے جس سے کوئی دوسرا اس وقت آگاہ نہ ہو سکا۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۱ص ۱۴۲ مطبوعہ بیروت)

اگر دین مکمل ہونے اور اتمام نعمت سے احکامات کے نزول کا اختتام اور وحی نبوت کا انقطاع اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ لی جائے تو حضرت ابوبکرؓ کا اس موقع پر رونا بے محل اور بے معنی ہو جائے گا۔ الغرض یہ آیت ختم نبوت کی ایک روشن دلیل ہے اور مذکورہ تفسیر کی تائید تمام مفسرین کرتے ہیں اس میں کسی شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت ٦: **واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لمابین یدی من التوراة و مبشرا برسول یا تی من بعدی اسمه احمد فلما جاء هم بالبینت قالوا هذا سحر مبین۔** (سورۃ الصف آیت نمبر ٦)

(ترجمہ) "اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اس وحی کی جو

مجھ سے پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام نامی احمد ہوگا۔ پس جب وہ (رسول) ان کے پاس دلائل لے کر آیا انہوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔"

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کر کے کہا کہ میں تورات اور تمام آسمانی کتب اور انبیاء کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام گرامی "احمد" ہوگا۔ حضرت عیسیٰ کے بعد صرف ایک رسول کا آنا باقی تھا اور ظاہر ہے کہ آپؐ آ گئے۔ انجیل مقدس میں ہزاروں تحریفات کے باوجود اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت پائی جاتی ہے۔ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (یوحنا باب نمبر ۱۴ آیت ۲۵۔۲۶)

(۲) لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (یوحنا باب نمبر ۱۵ آیت ۲۶۔۲۷)

(۳) لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ (یوحنا باب نمبر ۱۶ آیت ۷ تا ۹)

آیت مذکورہ کی تفسیر انجیل کے علاوہ احادیث اور مفسرین کرام کی تصریحات سے بھی واضح ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

یعنی التوراۃ قد بشرت بی وانا مصداق ما اخبرت عنه وانا مبشر بمن بعدی وهو الرسول النبی الامی العربی المکی احمد فعیسیٰ علیه السلام و هو خاتم انبیاء بنی اسرائیل وقد اقام فی ملأ بنی اسرائیل مبشراً بمحمد وهو

احمد خاتم الانبیاء والمرسلین لارسالۃ بعدہ ولا نبوۃ۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۵۹)

(ترجمہ) ”تورات نے میری بشارت دی اور میں اس خبر کا مصداق ہوں جو میرے بارے میں دی گئی اور اپنے بعد آنے والے کی بشارت دیتا ہوں اور وہ رسول نبی امی عربی مکی ہیں ان کا نام احمد ہے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کے نبیوں کے خاتم ہیں اور تحقیق وہ نبی اسرائیل کے سرداروں میں کھڑے ہوئے حضرت محمد کی بشارت دی اور وہی احمد خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد نہ رسالت ہے اور نہ ہی نبوت۔“

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللّٰہ بہ الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب۔

(ترجمہ) ”بے شک میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں جس کے سبب اللہ کفر مٹاتا ہے اور میں ہی حاشر ہوں جس کے نقش قدم پر لوگ جمع کئے جائیں گے اور میں ہی عاقب ہوں۔“

اور ایک روایت میں حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں:

انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۶۱)

”میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا دعوۃ ابی ابراھیم وبشری عیسیٰ ورات امی حین حملت بی کانہ خرج منھا نور اضائت لہ قصور بصریٰ من ارض الشام۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۶۰ ج ۴)

”میں اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دعا اور حضرت عیسیٰ کی بشارت کا نتیجہ ہوں۔ اور میری والدہ نے خواب دیکھا جبکہ وہ مجھ سے حاملہ تھیں کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام میں بصریٰ کے

محلات روشن ہو گئے۔"

قارئین کرام!

مذکورہ مختصر مگر جامع بحث سے یہ واضح ہوا کہ یہ آیت ختم نبوت کی بڑی روشن دلیل ہے اور ختم نبوت کا مضمون اس میں قطعی درجے میں مذکور ہے قادیانیوں کا اسے تحریف کرتے ہوئے "احمد" سے مرزا قادیانی مراد لینا تحریف قرآن کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سخت گستاخی ہے۔ تمام مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں ہمارے ساتھ ہیں۔

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کا اس بشارت سے اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کو لینا نہ صرف الحاد' زندقہ اور قرآن کریم میں تحریف ہے کیونکہ مرزا قادیانی کا نام "احمد" نہیں غلام احمد ہے وہ خود "احمد" نہیں بلکہ احمد کا غلام ہونے کا داعی ہے۔ بلکہ اس کے باپ مرزا غلام کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس آیت میں "احمد" کا مصداق حضور سرکار مدینہ کو لکھا ہے۔ دیکھئے اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۳ ر۔خ جلد ۱۷ ص ۴۴۳......... اب قادیانی خود فیصلہ کریں کہ باپ سچا یا بیٹا بہرحال ایک تو اس بات میں ضرور جھوٹا ہے۔

اہم تنبیہ

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ہے۔ جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے فرمایا: "انا محمد وانا احمد" پھر فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ لہٰذا قادیانیوں کو احمدی کہنا' ان کے مذہب کو احمدیت کہنا حرام اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ مسلمان اپنے بچوں کے نام منظور احمد' شہباز احمد' غلام احمد' مشتاق احمد وغیرہ رکھتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے رکھتے ہیں۔ نہ کہ مرزا قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔

جو شخص احمد سے مراد مرزا قادیانی لیتا ہے اور احمدیت سے مراد مرزائیت لیتا ہے وہ حق کو باطل سے ملا رہا ہے۔ اور یہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔ غیرت ایمانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کا تقاضا یہی ہے کہ اس جھوٹے دجال کے ماننے والوں کو احمدی نہ کہا جائے بلکہ مرزائی' قادیانی' غلامی یا غلمدی کہا جائے۔

غلام احمد مرکب اضافی ہے اور مرکب اضافی کے ساتھ یاء اضافت اسی طرح لگتی ہے جیسے عبدالقیس قبیلہ کے لوگ عبقسی کہلائے۔ غلام احمد سے لفظ غلمدی بنے گا نہ کہ احمدی۔

ختم نبوت پر چند احادیث مبارکہ

حدیث ۱: **عن ابی هریرة یحدث عن النبی صلی الله علیه وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و ستکون خلفاء فتکثر۔**

(بخاری ج ۱ ص ۴۹۱ مسلم ج ۲ ص ۱۲۶)

(ترجمہ) ''حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو ان کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔''

یہ حدیث روایۃً ودرایۃً سنداً اور متناً بڑے پایہ کی حدیث ہے جو صاف اعلان کر رہی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت کے لئے کسی قسم کا بھی نبی نہ ہوگا **لا نبی بعدی** کی نفی میں ہر طرح کی نبوت کی نفی شامل ہے اور خود حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں آسکتے جو بنی اسرائیل میں ان کی قیادت وسیادت کے لیے بھیجے جاتے تھے بلکہ نبوت کا دروازہ بند ہوا اب خلفاء ہوں گے جیسا کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بعد خلفاء کا سلسلہ شروع ہوا۔

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

حدیثِ بالا نے مرزائیوں کی راتوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ اس لیے وہ نہایت بے حیائی اور ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اس انتہائی مضبوط اور واضح حدیث میں بے جا تاویلیں کرتے رہتے ہیں۔ چند ایک تاویلات اور ان کے جوابات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

(الف) لا نبی بعدی میں نفی جنس نہیں بلکہ نفی کمال ہے، یعنی کامل نبی صاحب شریعتِ جدیدہ کا آنا آپؐ کے بعد بند ہو گیا ہے۔

جواب ۱: اگر کوئی بت پرست یہ کہے کہ میں لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال مراد لیتا ہوں یعنی کامل خدا اللہ کے سوا کوئی نہیں البتہ غیر مستقل معبود ہو سکتے ہیں تو اس کو کیا جواب دیا جائے گا؟ جو جواب مرزائی لا الہ الا اللہ کے بارے میں غیر مسلم بت پرست کو دیں گے وہی جواب ہم لا نبی بعدی کا دے دیں گے۔

جواب ۲: خود مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ اس حدیث میں لا نفی کمال نہیں بلکہ نفی جنس کے لیے ہے۔ دیکھئے:

الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقہا وھذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجیئی نبی بعد رسولنا صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللّٰہ بہ النبیین۔

(حمامۃ البشریٰ در روحانی خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

(ترجمہ از مرزا صاحب) ''کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی کیونکر آئے حالانکہ آپؐ کی وفات کے بعد وحی نبوۃ منقطع ہو گئی ہے اور آپؐ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔''

دیکھیے' مرزا صاحب نے کس صراحت کے ساتھ ہمارے مسلک وعقیدہ کی تائید کی ہے۔ اس وضاحت کے بعد کسی بھی مرزائی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کے برخلاف معنی مراد لے ورنہ یا تو وہ نبی جھوٹا ہوگا یا اس کے ماننے والے!

(ب) **لا نبی بعدی** کے معنی یہ ہیں میرے زندہ رہتے ہوئے میرے مدمقابل نہیں آ سکتا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کبھی بھی نہیں آ سکتا۔

جواب ۱: کسی شارحِ حدیث یا مجدد نے حدیث بالا میں وہ قید نہیں لگائی جس کے مرزائی مدعی ہیں۔ یہ قید بلا دلیل اور من گھڑت ہے۔

جواب ۲: بعدی سے مراد میری بعثت کے بعد ہے خواہ زندگی میں ہو یا وفات کے بعد چنانچہ آپ کی حیات ہی میں جھوٹے نبی پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔

(ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: **قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔** (درمنثور ج۵ ص۲۰۴، تکملہ مجمع البحار ص۸۵) یعنی خاتم النبیین تو کہو لا نبی بعدہ مت کہو۔ اس سے پتا چلا کہ حدیث **لا نبی بعدہ** صحیح نہیں ہے ورنہ انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

جواب ۱: یہ اثر عائشہؓ مجہول الاسناد بخاری ومسلم شریفین کی احادیث مرفوعہ متواترہ کے مقابلہ میں حجت نہیں اور حدیث لا نبی بعدی اس قدر صحیح ہے کہ (کتاب البریہ در روحانی خزائن ج۱۳ ص۲۱۷) میں خود مرزا صاحب مقر ہیں کہ "حدیث **لا نبی بعدی** ایسی مشہور ہے کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ تھا۔"

جواب ۲: اگر بالفرض اثرِ عائشہ رضی اللہ عنہا صحیح بھی مان لیں تو جواب اس طرح ہوگا کہ حضرت صدیقہؓ نے یہ ارشاد باعتبار نزولِ عیسیٰؑ کے فرمایا ہے تاکہ کوئی شخص اپنی سطحی نظر اور کم فہمی سے اجماعی عقیدہ نزولِ عیسیٰؑ کا انکار نہ کر بیٹھے کیونکہ عوام کے عقائد کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ تکملہ مجمع البحار ص۸۵ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز ایک دوسری روایت کے تناظر میں اثرِ عائشہؓ کے معنی بالکل کھل کر سامنے آ جاتے ہیں۔ چنانچہ درمنثور میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کے سامنے کہا تھا **صلی اللہ علی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ** تو حضرت مغیرہؓ نے فرمایا: **حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان**

عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ۔ (درمنثور ج۵ ص۲۰۴)
یعنی جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے **لا نبی بعدہ** کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں پس جب وہ آجائیں گے تو وہ آپؐ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ہوں گے ——— مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ **لا نبی بعدہ** سے چونکہ بظاہر یہ ایہام پیدا ہو سکتا ہے کہ پہلے کا کوئی نبی جو پہلے مبعوث ہو چکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موجود نہیں رہ سکتا اور خاتم النبیین میں یہ ایہام نہیں۔ لہٰذا بوقتِ اندیشہ ایہام خلاف سے بچنے کے لئے خاتم النبیین پر اکتفاء کرنا مقصود کی ادائیگی کے لئے کافی ہے کہ آپ آخر الانبیاء ہیں آپؐ کے بعد کسی کو منصبِ نبوت عطا نہ ہوگا۔ اس میں ایہام خلاف مراد کا اندیشہ نہیں ...... نیز ختمِ نبوت کے متعلق حضرت عائشہؓ کی صریح اور صحیح حدیث موجود ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یبقیٰ بعدی من النبوۃ شیی الا المبشرات' الخ۔

(کنز العمال ج۸ ص۳۳)

"حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جز باقی نہ رہے گا سوائے مبشرات کے۔"

لہٰذا کسی بھی طرح حضرت عائشہؓ کے مذکورہ اثر سے **لا نبی بعدی** والی حدیث کو کم زور یا غیر صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حدیث ۲: **عن جبیر بن مطعمؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔** (ترمذی شریف ج۲ ص۱۰۷)

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔"

یہ حدیث بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر کھلی دلیل ہے۔ اسی مضمون کی حدیثیں انہی الفاظ کے ساتھ صحیحین میں بھی ہیں۔

حدیث ۳ : **عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی**

بعدی۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۲۴)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں تیس (۳۰) جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ (میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا)

ایک شبہ کا ازالہ

اس حدیث پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک بے شمار لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے حالانکہ حدیث شریف میں صرف تیس کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اس شبہ کا ازالہ حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری شریف میں بایں الفاظ فرمایا ہے: **ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً فانهم لایحصون کثرة لکون غالبهم من نشأة جنون وسوداء غالبة وانما المراد من کانت له الشوکة۔** (فتح الباری مطبوعہ ہند دہلی ج ۱۴ ص ۳۴۳' وکذا فی عمدة القاری ج ۷ ص ۵۵۵ مصری) یعنی اس حدیث میں مطلقاً مدعیِ نبوت مراد نہیں' اس لیے کہ ایسے بے شمار ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون اور سوداویت سے پیدا ہوتا رہتا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے تبع زیادہ ہوں اور ان کا مذہب چلے۔

حدیث ٤: **عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال ان مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبیین۔** (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء' وصحیح مسلم ص ۲۴۸ جلد ۲ فی کتاب الفضائل واحمد فی مسندہ ص ۳۹۸ جلد ۲ والنسائی والترمذی)

وفی بعض الفاظه فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل هکذا فی الکنز عن ابی عساکر۔

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا' مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی'

پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔

اس حدیث نے تمام قادیانی اوہام کا خاتمہ کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے قصر نبوت کی تکمیل کر دی ہے اب اس میں کسی تشریعی غیر تشریعی نبوت کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے برعکس مرزا قادیانی نے نہ صرف حضور اکرم ﷺ کی خاتمیت اور اکملیت کا انکار کیا بلکہ خود حضور علیہ السلام کے منصب خاتم و کامل پر فائز ہونے کا مدعی بن گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے: ؎

روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۳ روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۱۴۴)

فکان خالیاً موضع لبنة اعنی المنعم علیه من هذه العمارة فاراد الله ان یتم النبأ و یکمل البناء با للبنة الاخیرة فانا تلك اللبنة ایها الناظرون۔

(ترجمہ از مرزا قادیانی) اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی **منعم علیه**۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷۔۱۷۸ روحانی خزائن جلد ۱۶ ص ۱۷۷۔۱۷۸)

نعوذ بالله تعالٰی من هذه الخرافات۔

ان کے علاوہ بہت سی احادیث صراحۃً ختم نبوت پر دال ہیں۔ تفصیل کے لئے **"هدایة الممتری عن غوایة المفتری"** اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب **"ختم نبوت فی الحدیث"** اور **"عقیدة الامت فی معنی ختم النبوة"** کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ختمِ نبوت کے بارے میں علماءِ اُمت کے فیصلے

امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ ختمِ نبوت کا انکار کفر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح کے بھی نئے نبی آنے کے جواز کا عقیدہ رکھنے والا قطعاً کافر ہے۔ جس کا کچھ اندازہ حسبِ ذیل تصریحات سے لگایا جا سکتا ہے:

(۱) علامہ ابنِ حزمؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ـــــ کتاب الملل والنحل میں فرماتے ہیں:

وصح ان وجود النبوة بعده علیه السلام باطل لا یکون البتة۔

(الملل والنحل ج ۱ ص ۷۷)

(ترجمہ) ''اور یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے ہرگز نہیں ہوسکتا۔''

(۲) حضرت علامہ امام غزالیؒ اپنی کتاب ''الاقتصاد فی الاعتقاد'' میں ارشاد فرماتے ہیں: **ان الامة فهمت بالا جماع من هذا اللفظ ومن قرائن احواله انه فهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول الله ابداً وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص فمنكر هذا لا یکون الا منكر الاجماع۔ ۱۲**

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۱۳ مطبوعہ مصر)

(ترجمہ) ''بے شک اُمت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) سے اور قرائنِ احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپؐ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول۔ اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص پس اس کا منکر اجماع کا منکر ہوگا۔''

(۳) حضرت قاضی عیاض شفاء میں تحریر فرماتے ہیں: **من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی الله علیه وآله وسلم او بعده ...... وادعی النبوة لنفسه اوجوز اکتسابها اوالبلوغ بصفاء القلب الیٰ مرتبتها ...... وکذ لك من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة ...... فهولاء كلهم كفار مكذبون للنبی صلی الله علیه وآله وسلم لانه اخبر صلی الله علیه وآله وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده۔**

(الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ ص ۲۴۷)

(ترجمہ) ''جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کی نبوت کا یا ان کے بعد دعویٰ کرے یا اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفاء قلب کے ذریعہ نبوت کے مرتبہ تک پہنچنے اور کسب سے اس کو حاصل کرنے کو جائز سمجھے اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نبوت آتی ہے اگرچہ صراحۃً نبوت کا مدعی نہ ہو۔ پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور حضور علیہ السلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۴) شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۷۱ میں فرماتے ہیں: **قال الشیخ: اعلم ان اللہ تعالیٰ قد سدباب الرسالۃ عن کل مخلوق بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی یوم القیامۃ۔**

(ترجمہ) ''جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا ہے۔''

(۵) ملا علی قاریؒ شرح فقہِ اکبر میں لکھتے ہیں: **ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر بالاجماع۔**

(ترجمہ) ''ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔''

علاوہ ازیں فقہ وکلام کی تقریباً ہر کتاب میں صراحت کے ساتھ مکذبِ ختمِ نبوت کی تکفیر کا حکم مکتوب ہے اور بعض بزرگوں اور علماء امت کے بارے میں قادیانی جو جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، وہ سراسر بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ تفصیل کے لئے مطالعہ کریں: **''عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ''** مصنفہ علامہ خالد محمود اور ''ختمِ نبوت و بزرگانِ امت'' مصنفہ مولانا لال حسین اختر مرحوم۔

اجرائے نبوت کے شوق میں

دلائل مرزائیہ کا پوسٹ مارٹم

پہلی دلیل

یا بنی ادم اما یا تینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی۔ (اعراف:۳۵)
(ترجمہ) اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں بیان کریں تم سے میری[1] آیتیں۔

دیکھئے، اس آیت میں تمام انسانوں سے خطاب کیا جا رہا ہے کہ اگر ان کے پاس انہیں میں سے رسول آئیں الخ اور یہاں **یاتینکم** صیغہ مضارع لایا گیا ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا اور رسول برابر آتے رہیں گے۔ اگر رسالت و نبوت کا کسی وقت انقطاع مانیں تو پھر آیت بے معنی ہو جائے گی یہ آیت اجرائے نبوت پر کھلی دلیل ہے۔

جوابات: یہ استدلال جیسا کہ ظاہر ہے انتہائی سطحی اور لچر ہے۔ لیکن پھر بھی اتمام حجت کے لئے اور موقع پر استعمال کے لئے اس کے حسب ذیل دانت کھٹے کر دینے والے آٹھ جوابات یاد رکھنے چاہئیں:

جواب (۱): یہ دلیل مرزائیوں کے دعوے کے مطابق نہیں ہے ان کا دعویٰ تو خاص نبوت کا ہے جو اکتساب سے ملتی ہے لیکن دلیل عام رسالت کی لائی جا رہی ہے۔ اس کا

---

[1] ترجمہ شیخ الہند۔

عموم خود مرزا قادیانی کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ لفظ رسول کی عمومیت کے بارے میں آئینہ کمالات اسلام میں لکھتا ہے: ''رسول کا لفظ عام ہے' جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔'' دیکھیے (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۲۲) مرزا صاحب کا تسلیم شدہ یہ قاعدہ ہے کہ عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔ (دیکھو نور القرآن در خزائن جلد ۹ ص ۴۴۴)

یا تیناکم رسل منکم تو عام ہوا اور اجراء صرف ظلی نبوت کا مانا جائے یہ واقعی قادیانیوں کی صریح شرارت ہے۔

مرزائیوں کا دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے۔ اس لیے یہ دلیل دعوی مدعی کے مطابق نہیں سو یہ دلیل نہیں بن سکتی۔

جواب (۲): اس قسم کی سب آیات جن میں رسول یا الرسل کا لفظ آتا ہے مرزائی مسلمات پر سب کی سب کا ایک ہی جواب ہے کہ اگر بفرض محال مان لیا جائے کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد رسول آیا کریں گے تو ہم کہتے ہیں کہ باقرار مرزا قادیانی رسول کا لفظ عام ہے۔ جو نبی تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کو عام ہے اور قادیانی خود بھی تشریعی نبی کا آنا نہیں مانتے۔ بلکہ مرزا غلام احمد کے نزدیک یہ لفظ محدث و مجدد ہر دو کو شامل ہے۔ وہ لکھتا ہے:

''رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔''

(شہادۃ القرآن ص ۲۷ ر۔خ ص ۳۲۳' ۳۲۴ ج ۶)

''رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔''

(ایام الصلح ص ۱۷۱ قدیم ص ۱۹۵ جدید)

پس اس قسم کی تمام آیات کا ایک ہی جواب کافی ہے کہ بالفرض اگر اس امت میں رسول آنے ہی ہیں اور مراد آیات سے وہی معنی محرف ہیں جو تم ارادہ کرتے ہو تو ہم اتنا تو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجدد و محدث آئیں گے یہ رسالت کا دعویٰ کہاں سے آ گیا۔

جواب (۳): اگر آیتِ بالا اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے تینوں قسم کی نبوتوں (تشریعی، مستقل اور ظلی) کو جاری ماننا پڑے گا کیونکہ رسول کا لفظ عام ہے۔ حالانکہ مرزائی بھی دو قسموں کا انقطاع تسلیم کرتے ہیں' تو یہ آیت جس طرح بقول ان کے ہمارے خلاف ہے عقیدہ مرزائیہ کے بھی خلاف ہے سو وہ اس کا جو جواب دیں گے وہی ہمارا جواب ہوگا۔

جواب (٤): آیت میں **رسل منکم** ہے' **رسل منا** نہیں ہے' اور بحث ختم نبوت اور رسالت من اللہ میں ہے کیونکہ مطلق رسالت کے معنی تبلیغ کے ہیں۔ سورۃ یٰسین کے دوسرے رکوع میں اس معنی میں رسل کا لفظ آیا ہے اور حدیث معاذ میں بھی آیا ہے' اس معنی میں تو تمام علماء امت اور مبلغینِ اسلام بھی رسل ہیں۔ مرزا بھی رسل کا لفظ عام مانتا ہے۔ دیکھیے (محمدیہ پاکٹ بک ۸۰۔۴۷۸) سو اس معنی میں رسولوں کی آمد ماننے میں کوئی حرج نہیں۔

جواب (۵): اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہوتی تو مرزا غلام احمد خود اپنی ڈوبتی نبوت کو تنکے کا سہارا دینے کے لئے ضرور اس آیت کو پیش کرتے ان کا نہ پیش کرنا ہی اس دلیل کے پھسپھسی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

جواب (٦): بالفرض والتقدیر اگر اس دلیل کو اجرائے نبوت کا مستدل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قیامت تک نبی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ بقولِ خود آدم کی اولاد نہیں۔ **یا بنی آدم** میں وہ کیسے آ سکتا ہے اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے۔ اس نے خود اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ شعر!

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہینِ احمدیہ پنجم در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

اب اگر وہ بنی آدم میں سے تھا اور کہ ہمارا اس کے بارے میں ابھی تک یہی خیال ہے تو پھر اس نے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور جھوٹا آدمی نبی نہیں بن سکتا۔ اور اگر واقعی وہ دائرہ آدمیت سے خارج تھا (انسانوں کی عار تھا) تو پھر **یا بنی آدم**' **الخ** کی آیت سے اس کی نبوت ثابت ہی نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے مرزائیوں کا اجرائے نبوت کے لیے یہ دلیل پیش کرنے کی کوشش کرنا سراسر سعی لا حاصل ہے۔

شعر میں تاویل

مذکورہ بالا شعر میں مرزائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے حضرت صاحب بہت زیادہ متواضع اور منکسر المزاج تھے اس لیے کسرِ نفسی کی بنا پر انہوں نے یہ شعر کہہ دیا اس سے اپنا اصلی تعارف کرانا مقصود نہ تھا۔ لہٰذا یہ شعر ہماری بحث سے خارج ہونا چاہیے۔

تاویل کا تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی عقل مند آدمی ایسی تواضع نہیں کرتا کہ اپنے آدمی ہونے کا ہی انکار کر دے اور ساتھ میں اپنے کو ''بشر کی جائے نفرت'' (شرمگاہ) قرار دے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص متواضع ہوتا ہے وہ ہر جگہ اپنی تواضع اور کسرِ نفسی کا اظہار کرتا ہے' یہ نہیں کہ ایک جگہ تو اپنے کو آدمیت سے ہی خارج کر دے اور دوسری جگہ اپنے کو دنیا کا سب سے عظیم المرتبت انسان قرار دے۔ لیکن اس الٹی منطق کا ارتکاب مرزا صاحب ایک نہیں بے شمار جگہ کرتے ہیں۔ چند ایک ان کی نام نہاد تواضع کے نمونے ملاحظہ ہوں جو مرزائیوں کی مذکورہ تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھیے

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد[1] ہے

(دافع البلاء در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

روضہ آدم کہ جو تھا نا مکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۴)

(۳) کربلائے ست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

---

[1] استاذ محترم مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان نے یہ شعر اس طرح بدلا ہے۔

ابن ملجم☆ کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

☆ (ابن ملجم حضرت علیؓ کا قاتل ہے)

(۴) آدم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار

(۵) آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(۶) انبیا گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح در روحانی خزائن ج ۱۸ص ۴۷۷)

خود ہی سوچئے کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متکبر اور گھمنڈی کو منکسر المزاج کہہ سکتا ہے؟

جواب (۷): اگر اس آیت سے نبوت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے تو ہمارے پاس بھی اسی طرح کی ایک آیت ہے جس سے شریعت کا جاری ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

(بقرہ آیت ۳۸)

حالانکہ شریعت جاری ہونا مرزائیوں کے نزدیک بھی بند ہے۔ تو اس آیت کا جو جواب مرزائی دیں ہم وہی ان کی پیش کردہ آیت کا جواب دے دیں گے اور اگر وہ جواب میں یہ کہیں کہ **الیوم اکملت لکم** الخ کی آیت سے شریعت کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا ہے' اس لیے مزید کسی شریعت کی ضرورت نہیں رہی تو ہم بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ **ما کان محمد ...... الی ...... خاتم النبیین** کی آیت سے قصر نبوت کی تکمیل کا علم ہو گیا اس لیے اب کسی بھی قسم کے نبی اور رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

جواب (۸): اور تحقیقی جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ آیت **یا بنی آدم' الخ** کا سیاق و سباق دیکھنے سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہاں کوئی نیا حکم اس امت کو نہیں دیا جا رہا ہے' بلکہ زمانہ ماضی کے واقعہ کی حکایت ہو رہی ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف کے دوسرے رکوع میں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی پیدائش کا ذکر ہے' اس کے بعد ان کے جنت میں

رہنے' اور پھر وہاں سے اتارے جانے کا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے کے بعد ان کی اولاد سے منجانب خداوندی خطاب کیا گیا تھا اور یہ خطاب عالم ارواح کا ہے۔ جیسے قرآنِ کریم میں حسب ذیل چار آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے:

(۱) **یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الخ.** (اعراف: آیت ۲۶)

(۲) **یا بنی آدم لایفتننکم الشیطن الخ.** (اعراف: آیت ۲۷)

(۳) **یا بنی آدم خذوا ز ینتکم الخ.** (اعراف: آیت ۳۱)

(۴) **یا بنی آدم امایا تینکم رسل منکم الخ.** (اعراف: آیت ۳۵)

ان چاروں جگہوں میں اس وقت کی اولادِ آدم کو خطاب کیا گیا ہے۔ یہ براہِ راست اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خطاب نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے سامنے یہ ماضی کی حکایت کی گئی ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم کے اسلوب پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دعوت کو **یایھا الناس** اور امتِ اجابت کو **یایھا الذین امنوا** کے الفاظ سے مخاطب بنایا گیا ہے۔ بہر حال قرآنِ کریم نے اس واقعہ اور الفاظِ خطاب کو ذکر کرنے کے بعد متعدد انبیاء الوالعزم کا ذکر کیا ہے۔ گویا کہ یہ **اما یاتینکم رسل منکم** کی تشریح و تفصیل کی جا رہی ہے۔ سب کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں سرورِ کائنات فخر دو عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک ان الفاظ میں ہوتا ہے: **الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراۃ والا نجیل۔**

(اعراف آیت ۱۵۷)

اور پھر آپ ہی کی زبانی اعلان کرایا جاتا ہے۔ **قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔** (اعراف: ۱۸۵) ''اے نبیؐ آپ فرما دیجیے میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔'' اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس با عظمت اعلان کی قرآنِ کریم کی متعدد سورتوں میں مختلف پیرایوں میں تاکید و تائید فرمائی گئی ہے تاکہ اس بارے میں کوئی شبہ اور شک باقی نہ رہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آخری شریعت لے کر آنے والے ہیں۔ چنانچہ کبھی ارشاد ہوا: **وما ارسلنٰک الا کافة للناس۔** (سباء: آیت ۲۸) کبھی ارشاد ہوا: **وما ارسلنٰک الا رحمة للعالمین۔** (انبیاء: آیت ۱۰۷) تا آنکہ بالکل وضاحت کے ساتھ اعلان

کیا گیا ہے۔ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔** (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں) اور پھر وحی غیر متلو یعنی احادیثِ مبارکہ میں بھی اس مضمون اور اعلان کی تشریح میں غیر معمولی اہمیت کا مظاہرہ کیا گیا۔ کیونکہ علمِ خداوندی میں یہ بات تھی کہ مرزا قادیانی جیسے دجال اس امت میں پیدا ہوں گے اور سادہ لوح مسلمانوں کو جہنم کا ایندھن بنائیں گے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہوا: **ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔** (ترمذی ج ۲ص ۵۱) ''بیشک رسالت و نبوت کا سلسلہ قطعاً منقطع ہو گیا' لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔'' تو اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ انبیاء و رسل بھیجے گئے اور وعدہ کا پوری طرح ایفاء کیا گیا تا آنکہ ہدایت کا سورج ذاتِ نبویؐ کی صورت میں طلوع ہوا جس کے بعد نہ رسول کی ضرورت باقی رہی اور نہ کسی نئی شریعت کی۔ اب وہی قیامت تک رسول ہیں اور انہی کی شریعت معمول بہا ہے۔ اور اسی پر سلسلہ رسل و انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

چیلنج

اگر حضور اکرم کی امت اجابت یا امت دعوت میں رسالت و نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو ''**یاایھا الذین آمنوا**'' ''**یا ایھا الناس**'' کے الفاظ سے خطاب کر کے نبیوں اور رسولوں کی آمد بتائی جاتی۔ ہم قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ پورے قرآن میں کہیں کسی ایک جگہ ''**یاایھا الذین آمنوا**'' یا ''**یا ایھا الناس**'' کے خطاب کے بعد رسولوں کی آمد کا تذکرہ دکھا دیں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

دوسری دلیل

اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس۔ (حج: آیت ۷۵)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو چن لیتا ہے۔'' (حضرت تھانویؒ)

اس آیت سے بخوبی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ بدستور جاری ہے کیونکہ **یَصْطَفِیْ** مضارع کا صیغہ ہے جو اپنے اندر حال اور مستقبل کے معنی رکھتا ہے۔ پتا چلا

کہ اللہ تعالیٰ مسلسل آدمیوں اور فرشتوں میں سے پیغام بروں کو چنتا رہے گا۔

جوابات

اس استدلال کا جواب تین طریقوں پر دیا جا سکتا ہے:

(۱) یہ دلیل عام ہے اور مرزائیوں کا دعویٰ خاص نبوت کے جاری ہونے میں ہے۔ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں اس لیے اس دلیل سے مرزائیوں کی مزعومہ نبوت ثابت نہیں کی جا سکتی خود مرزا صاحب نے رسول کے معنی عام لیے ہیں۔[1]

(ایام الصلح در روحانی خزائن حاشیہ ج ۱۴ ص ۴۱۹)

اور اس عام لفظ سے خاص معنی پر استدلال صریح شرارت قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ خود مرزا صاحب ہماری تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ایک عام لفظ کسی خاص معنے میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔'' (نور القرآن در روحانی خزائن ج ۹ ص ۴۴۴)

(۲) پہلے گزر چکا ہے کہ مرزائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظلی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں اور اس آیت میں کہیں دور دور تک یہ قید نہیں ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے بھی دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔

(۳) آیتِ بالا کے الفاظ **یصطفی** اس بات کی طرف صراحتاً مشیر ہیں کہ یہ چننا منجانب خداوندی یعنی وہبی ہوگا اس میں کسب کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور مرزائی جس نبوت کے قائل ہیں وہ کسبی ہے۔ اس لیے اس نکتہ کو دیکھتے ہوئے بھی یہ دلیل دعویٰ سے قطعاً میل نہیں کھاتی۔

(۴) یہ درست نہیں کہ مضارع بیک وقت حال اور مستقبل کو شامل ہوتا ہے یہ حال کے لئے آئے گا تو مستقبل کے لئے نہ ہوگا۔ استمرار تجددی کی بحث امر دیگر ہے۔

تیسری دلیل

ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللّٰہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء وا لصالحین وحسن اولئک رفیقاً۔ (النساء: ۶۹)

[1] یعنی مجدد، محدث، ملہم بھی رسول ہیں۔

(ترجمہ) ''اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔'' (حضرت تھانویؒ)

طرزِ استدلال

''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو آپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح آپ کی اطاعت سے آپ کی امت میں صالح شہید اور صدیق بنتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی بنتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے۔ اور یہ ہمارے دعویٰ کی صریح دلیل ہے کیونکہ آنحضرتؐ کی اطاعت سے بالاتفاق تین درجے حاصل ہوتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ آپ کی اطاعت سے چوتھا درجہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ نبوت کا درجہ ہے۔ اس لیے اس آیت کا معنی یوں کرنا درست نہیں ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور انہیں ان کی رفاقت حاصل ہوگی۔ لہٰذا مَعَ اسی معنی میں استعمال ہوگا جیسا کہ **توفنا مع الابرار** میں ہے۔

جوابات پیش خدمت ہیں

اس دلیل کو پیش کر کے مرزائی یہ خیال نہ کریں کہ انہوں نے کوئی بڑا تیر مار لیا ہے اور اس کا کوئی توڑ نہیں ہوسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دلیلِ بالا کو بے حقیقت بنانے کے لیے ہمارا ایک ہی جواب کافی ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لیے ہم مختلف پیرایوں اور انداز سے مزیدار اور چٹ پٹے جوابات تھالی میں سجا کر امتِ مرزائیہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں' تاکہ ان کی زبانوں پر تالا لگایا جا سکے اور ان میں بالفرض کوئی طالبِ صادق ہو تو اسے اپنے عقیدہ باطلہ سے رجوع کرنے کی ان جوابات کی بدولت توفیق حاصل ہو سکے۔ ملاحظہ فرمائیں:

جواب ۱: یہ دلیل قرآنِ کریم کی آیت سے ماخوذ ہے اس لیے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی ایک مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں' بغیر اس تائید کے ان کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔

جواب ۲: اگر بالفرض یہ استدلال درست ہو تو اس سے ہر طرح کی نبوت جاری ہونے کا علم ہوگا جو خود مرزائیوں کے نزدیک بھی ناقابل تسلیم ہے۔ لہٰذا دلیل مرزائیوں کے دعوے کے مطابق نہیں اس لیے ساقط ہے۔

جواب ۳: مرزا قادیانی اور اس کی امت کے خیال میں واوٗ ترتیب کیلئے آتی ہے تو گویا جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ مرزائیوں کے خیال کے مطابق پہلے نبی ہوگا پھر صدیق ہوگا پھر شہید ہوگا پھر عام صالحین میں جا کر داخل ہوگا۔
تو گویا نبی تو ہر ایک وہ شخص ہو گیا جو اللہ کی اطاعت کرے اگرچہ اس کو صدیق و شہید اور صالح کا مرتبہ ملے یا نہ ملے کیونکہ مرزائی واوٗ کی ترتیب پر بڑا زور لگاتے ہیں۔ تو غالباً یہاں بھی اس سے انکار نہ کریں گے۔

جواب ٤: آیتِ بالا میں درجات تک پہنچنے کا ذکر ہی نہیں وہاں تو محض رفاقت کا ذکر ہے۔ اور یہ مطلب اس آیت کے شانِ نزول سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ قیامت کے دن بہت بلند مقام پر ہوں گے۔ اور ہم خدا جانے کہاں ہوں گے۔ کیا کوئی ایسی صورت ہوگی کہ ہم آپؐ سے شرفِ نیاز حاصل کر کے آپؐ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکیں؟' دنیا میں آپ سے تھوڑی سی جدائی بھی ہم سے برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں بغیر دیدار کے کیسے گزر ہوگا؟ تو اس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ اطاعتِ خدا و رسول کرنے والے ان چاروں درجہ والوں (نبی' صدیق' شہید' صالح) کی رفاقت حاصل کریں گے۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا نہیں محض رفاقت کا ذکر ہے۔ اور ہم جو یہ کہتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے آدمی درجہ صدیقیت و شہادت وغیرہ تک پہنچ سکتا ہے' مگر نبوت کے مقام تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ تو اس کی دلیل آیتِ محوث عنہا نہیں بلکہ ایک دوسری واضح آیت ہے۔ چنانچہ سورہ حدید میں ارشاد ہے:

والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئك ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔

(حدید: آیت ۱۹)

(ترجمہ) ''اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی لوگ ہیں صدیق اور شہداء اپنے پروردگار کے نزدیک۔''

چنانچہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہے' معیت اور رفاقت کا ذکر نہیں اور **من یطع**

اللّٰہ میں رفاقت کا ذکر ہے' درجات کا ذکر نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ **من یطع اللّٰہ والرسول** میں محض رفاقت مذکور ہے اور **اولئك هم الصديقون والشهداء** میں محض درجات کا بیان ہے۔ لہٰذا یہاں نبوت کا ذکر نہیں آیت **من يطع الله والرسول** کی کسی مفسر نے وہ تفسیر نہیں کی جو مرزائی کرتے ہیں اگر ان میں ہمت ہے تو اپنی اس من گھڑت تفسیر کی تائید کسی مسلم بین الفریقین مفسر سے پیش کریں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

جواب ۵: بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: **التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والشهدآء والصالحین۔**
(ترمذی جلد اول ص ۱۴۵ بحوالہ مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۲۴۳)

''سچا تاجر (قیامت میں) انبیاء' صدیقین' شہداء اور صلحاء کے ساتھ ہوگا''۔ تو مرزائیوں کی مذکورہ بالا دلیل کی رو سے ہر سچا دیانت دار تاجر نبی ہونا چاہیے۔ اور اگر تاجر محض تجارت کی وجہ سے نبی نہیں ہوسکتا تو کوئی امتی بھی بواسطہ اطاعت خدا و رسولؐ نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جواب ٦: اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی بروزی۔ اگر نبوت کا ظلی بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق' شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی بروزی ہونے کا قائل نہیں ہے۔ اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہیے۔ حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لیے یہ دلیل مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوگی۔ یہ تفریق بلا دلیل ہے چاروں درجے یکساں ہونے چاہئیں۔ یا چاروں درجات حقیقی ہوں یا چاروں ظلی بروزی ہوں۔

جواب ۷: امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب سے اونچا مقام صدیقیت ہے۔ شہید اور صالح اس سے نیچے کے درجے ہیں۔ لہٰذا اطاعت خدا و رسول سے زیادہ سے زیادہ یہی تینوں درجے حاصل ہوسکتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ امتی نبی بن جائے۔ کیونکہ دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز تھی جس نے اتباع نبوت کا ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ

رہتی دنیا تک پوری امت مل کر بھی اس کی نظیر نہیں پیش کرسکتی۔ انہیں دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے ابدی رضوان اور جنت کا سرٹیفکیٹ دے دیا تھا اور بقول مرزا صاحب ان میں حقیقتِ محمدیہ متحقق ہوچکی تھی۔ ان سب فضائل وامتیازات کے باوجود ان میں سے کوئی ایک بھی مقامِ نبوت پر فائز نہ ہوسکا۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ باوجود کمالِ اتباع کے صدیق ہی رہے اور حضرت عمرؓ باوجود عدلِ بے مثال کے شہید اور محدث کے درجہ پر ہی رک رہے ان میں سے کوئی ظلی اور بروزی نبی بھی نہ بنا تو کیا ان کے بعد امت کا کوئی شخص یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر رسول کی اتباع کی ہے اور نبوت کا حق دار ہوگیا ہے۔ اور پھر کوئی نیک بھلا اور شریف آدمی دعویٰ کرے تو کوئی سوچے بھی۔ مرزا قادیانی جیسے نافرمان خدا اور رسول اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کے بارے میں تو کوئی باہوش آدمی نبی تو کیا درجہ صلاح تک بھی پہنچنے کا تصور نہیں کرسکتا۔

جواب ۸: اگر اطاعت سے نبوت ملتی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کو کیوں نہ ملی؟ کیا وہ قیامت کے روز یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہوں گے کہ یا اللہ، ہم نے تیری اور تیرے رسولِ برحق کی اتباع میں اپنا سب کچھ قربان کردیا، مگر تو نے ہمیں نبوت نہ دی۔ اور ایک ایسے شخص (غلام احمد) کو جو تیرے پکے دشمنوں یعنی انگریز کا ایجنٹ اور جاسوس تھا اس نعمت سے سرفراز فرمادیا کیا تیرے انصاف کا تقاضہ یہی تھا؟[1] ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی بے انصافی ہرگز نہیں کرسکتا۔

جواب ۹: مرزائی ایک طرف تو دلیلِ بالا سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اطاعتِ رسول کے ذریعہ سے آدمی درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری طرف خود ''حضرت صاحب'' نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ اطاعت کرنے حتیٰ کہ فنافی الرسول ہوجانے سے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ بس زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اس اعتراف کے ثبوت میں چند حوالے پیش خدمت ہیں:

حوالہ ۱: ''جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل ذکر کی

---

[1] مرزا غلام احمد کی تحریر اطاعت انگریز کے بارے میں ملاحظہ ہو: ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔'' (شہادۃ القرآن ر۔ خ جلد نمبر ۶ ص ۳۸۰)

گئی) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقاماتِ عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انبیاء و رسل کا نائب اور وارث ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعثِ شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظاتِ مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوۃ ہوتا ہے۔ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر یک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا۔ اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ **المحدث نبی** جیسا کہ کہہ سکتے ہیں **العنب خمر نظراً علی القوۃ والاستعداد ومثل هذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذلک کما لا یخفی علی کل ذکی عالم مطلع علی کتب الادب والکلام والتصوف۔**

(ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ ماہ اپریل ۱۹۰۴ بعنوان اسلام کی برکات۔ مثلہ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸ ر۔خ جلد ۵ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے۔ اور کامل اتباع سے جو ظلی نبی بنتا ہے وہ دراصل محدث ہوتا ہے۔ اور یہاں جو محدث پر حمل نبی کا کیا گیا ہے وہ محض استعداد کی بنا پر ہے۔ یعنی اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو وہ نبی بن جاتا۔ جیسا کہ عنب پر خمر کا اطلاق قوت و استعداد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو خمر کا حکم ہے وہی عنب کا بھی حکم ہو بلکہ دونوں کے احکام اپنی جگہ الگ الگ ہیں اسی طرح اگر محدث پر نبی کا اطلاق بلحاظ استعداد کیا جائے گا تو دونوں کے احکام الگ الگ ہوں گے۔ نبی کا انکار کفر ہو گا اور محدث کی نبوت کا انکار کفر نہ ہو گا۔ حالانکہ مرزائی اپنے حضرت صاحب (ظلی نبی) کے منکرین کو پکا کافر گردانتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوا مرزا غلام احمد کچھ کہیں۔ مرزائی کچھ کہیں۔ اور آج کل کے جاہل کچھ کہیں۔ اسی سے اس لچر عقیدہ کے بطلان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حوالہ نمبر۲: ''ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۲۸ روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۲۳، ۳۲۴)

مرزا کی یہ عبارت بھی مرزائی تاویلات و توھمات کی عمارت کو زمین بوس کر رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس بوڑھی عورت کی طرح ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہے: **ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا۔** (النحل:۹۲) مکہ کرمہ میں ایک نیم دیوانی بڑھیا رہتی تھی سارا دن سوت کاتتی اور شام کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔

مرزا صاحب بھی اگر ایک مقام پر اپنے دلائل کو ہمالیہ کے برابر ٹھہراتے ہیں تو دوسرے مقام پر انہی دلائل کی خود زوردار تردید کرتے نظر آتے ہیں۔

حوالہ ۳: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔'' (ایام الصلح در روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۵)

مرزا کو خود تسلیم ہے کہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلی وجود تھے پھر بھی وہ نبی نہ کہلائے۔ معلوم ہوا کہ اتباع نبی سے زیادہ سے زیادہ ظلی وجود تو مرزا کے نزدیک ہو سکتا ہے مگر نبوت نہیں مل سکتی۔

حوالہ ٤: ''صدہا لوگ ایسے گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۴۶)

اس عبارت سے بھی پتہ چلا کہ اگرچہ صدہا لوگ ایسے گزر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر احمد یا محمد تھا، مگر پھر بھی ان میں سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کسی نے دعویٰ نبوت کیا نہ اپنی الگ جماعت بنائی اور نہ اپنے منکرین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ تو عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے متبعین خدا و رسول تو اس نعمت سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور مرزا قادیانی ظلی نبی کے ساتھ ساتھ حقیقی نبی بھی بن گیا۔

جواب ۱۰: کتب سیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے: **مع الرفیق الاعلی فی الجنة مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین۔** تو مرزائی بتائیں کیا اس کا یہ مطلب ہے نعوذ باللہ کہ آپؐ نبی نہیں تھے اور اس دعاء کے ذریعہ نبوت وغیرہ کو طلب کر

رہے تھے؟ بلکہ عبارت دیکھنے سے ہی یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہاں رفاقت کا ذکر ہے درجات کا ذکر نہیں ہے۔

جواب ۱۱ : جو آیت مرزائیوں نے اپنی دلیل میں پیش کی ہے اس کے اخیر میں یہ جملہ بھی ہے **وحسن اولئك رفيقاً** ۔ (اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آیت صرف رفاقت پر دلالت کرتی ہے بعینہ نبی صدیق اور شہید بننے پر دال نہیں ہے۔

جواب ۱۲ : تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی کسی کیساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا وہ اس کا عین ہو گیا مثلاً کہتے ہیں فلاں شخص مع اہل وعیال آیا تو اس کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ فلاں شخص اپنے اہل وعیال کا عین ہو گیا ہے۔ اگر مرزائیوں کے خیال کے مطابق عین ہی ہو جاتا ہے تو پھر لوگ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خدا بھی بنیں گے۔

قرآن مجید میں ہے **انی معکم** کیا خدا اور فرشتے متحد ہو گئے۔ **ان الله معنا** کیا نبی علیہ السلام اور ابوبکر صدیق اور خدا تعالیٰ تینوں ایک ہو گئے۔

ان الله مع الصابرين میں کیا اللہ تعالیٰ اور صابر لوگ آپس میں متحد ہو گئے ہیں تو گویا دنیا میں ہندوؤں کی طرح ہزاروں خدا ماننے پڑیں گے۔

جواب ۱۳ : یہ کہ مرزا قادیانی نے جو اس آیت کا خود معنی کیا ہے اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے نبی بن جائیں گے بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ آیت کی مراد یہ ہے کہ انبیاء وصدیقین وغیرہم کی صحبت میں آجاؤ' دیکھو آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۸ لاہوری۔

''تم پنج وقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو **اهد نا الصراط المستقيم** یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور صلحاء اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چار گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آجاؤ اور اس سے فیض حاصل کرو۔''

(رسالہ ملحق آئینہ کمالات اسلام' قیامت کی نشانی' روحانی خزائن جلد ۵ ص ۶۱۲)

جواب ۱۴ : یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کیلئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء و

رسل وصدیقین اور شہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے جیسے حمامۃ البشریٰ ص ۹۶ ر۔خ جلد ۷ ص ۳۲۵ میں لکھا ہے:

"نسالہ ان یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء والرسل والصدیقین والشہداء والصالحین۔" تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا دعا مانگ رہا ہے کہ اہل مکہ تمام کے تمام انبیاء اور رسول بن جاویں۔ اگر یہی مراد سمجھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کیلئے نبوت حاصل کرنے کی دعا کی ہے اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہوگی۔ کیونکہ مرزا سے خدا نے الہام میں وعدہ کیا تھا کہ تیری ہر دعا قبول کروں گا۔ **اجیب کل دعاءك الا فی شرکاءك** تو پھر یقیناً مکہ والے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے۔

(ماہنامہ ریویو آف ریلیجز جلد ۳ بماہ اپریل ۱۹۰۴ء بعنوان اسلام کی برکات)

نوٹ: گذشتہ تمہید سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کے خیال میں مکہ کے سب علماء نبی بن چکے تھے اب علماء مکہ نے مرزا پر جو کفر کا فتویٰ لگایا ہے تو کیا یہ فتویٰ آسمانی آواز شمار نہ ہوگا۔ لہٰذا باعتراف طائفہ قادیانیہ مرزا قادیانی پر مکہ مکرمہ کے سب انبیاء کا فتویٰ کفر لگے گا اور وہ پرلے درجے کا کافر ہوگا کیونکہ مرزا کی دعا کے نتیجہ میں یہ فتویٰ انبیاء کا فتویٰ ہوگا کسی عام آدمی یا مولوی کا فتویٰ نہیں ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتویٰ پر امت مرزائیہ تعمیل کرتی ہے یا نہیں۔

ڈھٹائی کی انتہا

اتنے سارے دلائلِ واضحہ اور براہین جلیلہ ہونے کے باوجود مرزائی اسی اپنی باطل دلیل پر جمے نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آیت **من یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین الخ** میں "مع" "من" کے معنی میں ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم انبیاء وغیرہ میں سے ہوگا۔ نہ کہ محض ان کے ساتھ ہوگا' اور اس کی مثال قرآنِ کریم میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے فرمایا گیا: **وتوفنا مع الابرار۔ ای من الابرار۔** یعنی نیکوں میں سے بنا کر ہمیں وفات دیجیے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں!

آنکھوں میں دھول جھونک کر کچی گولیاں کھیلنے والوں کو تو رام کیا جا سکتا ہے لیکن دلائل

پر نظر رکھنے والے اربابِ ہوش و خرد کے سامنے مرزائیوں کی ایسی خود ساختہ باتیں سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس من گھڑت تاویل کا پوسٹ مارٹم پیش خدمت ہے۔

(الف) پورے کلامِ عرب میں کہیں بھی مع ۔ من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا اگر یہ من کے معنی میں آتا تو مع پر من کا دخول ممتنع ہوتا حالانکہ عربی محاوروں میں من کا مع پر داخل ہونا ثابت ہے۔ لغت کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے۔ ودخول من نحو جئت من معه۔ مع القوم ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ من کبھی مع کے معنی میں نہیں ہو سکتا ورنہ ایک ہی لفظ کا تکرار لازم آئے گا۔

(ب) اگر مع کا معنی من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے؟

(۱) ان اللہ مع الصابرین۔

(۲) محمد رسول اللہ والذین معه۔

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ صابروں کے جز ہیں یا یہ کہ حضراتِ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔

(۳) انی معکم۔

(۴) ان اللہ معنا۔

کیا مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور فرشتے اور دوسری آیت میں نبی علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیق اور خدا تعالیٰ تینوں ایک ہو گئے؟

(ج) جب کوئی لفظ مشترک ہو اور دو معنی میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ کون سے معنی حقیقت ہیں اور کون سے مجاز۔ جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہو مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہوتا یہاں پر بہر حال مع رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے اور اس پر عمل کرنا یہاں ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اگلے جملہ وحسن اولئك رفیقاً سے صاف طور پر رفاقت کے معنی کی تائید ہو رہی ہے لہٰذا مع کو من کے مجازی معنی میں لے جانا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

(ح) اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مع بھی کبھی من کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آیتِ مبحوث عنہا میں بھی مع ۔ من کے معنی میں ہے۔ کیا کسی مفسر یا مجدد نے یہاں پر مع کے بجائے من کے معنی مراد لیے ہیں؟

(د) مع کے من کے معنی میں ہونے پر مرزائی جو آیاتِ قرآنیہ تلبیس و مغالطہ کے

لیے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع من کے معنی میں نہیں ہے۔ ہمارے اور مرزائیوں کے معتبر مفسر امام رازی نے آیت وتوفنا مع الابرار کی تفسیر فرماتے ہوئے مرزائیوں کے سارے گھروندے کو زمین بوس کر دیا ہے۔ اور ان کی رکیک تاویل کی دھجیاں اڑادی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

"وفاتهم معهم هي ان يموتوا على مثل اعمالهم حتى يكونوا في درجاتهم يوم القيامة قد يقول الرجل انا مع الشافعي في هذه المسئلة ويريد به كونه مساويا له في ذلك الاعتقاد۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۸۱)

(ترجمہ) ''ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تا کہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں جیسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعیؒ کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعیؒ برابر ہیں۔ (نہ یہ کہ وہ درجہ امام شافعیؒ تک پہنچ گیا)

اور یہی امام رازیؒ **ومن يطع الله والرسول' الخ** کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ومعلوم انه ليس المراد من كون هولاء معهم هوا نهم يكونون في عين تلك الدرجات لان هذا ممتنع ۔
(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۷۹)

(ترجمہ) ''یہ بات معلوم ہے کہ یہاں ان کے ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ان ہی کے درجہ میں ہوں گے۔ کیونکہ یہ بات محال ہے۔ امام رازی مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں شاید انہیں بذریعہ کشف معلوم ہوگیا تھا کہ قادیانیوں نے اس آیت سے غلط استدلال کرنا ہے لہٰذا آٹھ سو سال قبل انہوں نے اس کی وضاحت کر کے قادیانیوں کے استدلال کی دھجیاں اُڑادیں۔''

فالحمد للہ علی ذلک

بالکل سفید جھوٹ

اپنی ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں انسان کتنی بے شرمی اور بے حیائی پر اتر آتا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ مرزائیوں کی اس حرکت سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے باطل استدلال کی تائید کے لیے جھوٹ کا ایک پلندہ تیار کر لیا ہے اور مشہور امام لغت راغب اصفہانی کے کاندھے پر سے بندوق چلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام راغب کی ایک عبارت سے ان کے بیان کردہ معنی آیت کی واضح تائید ہوتی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

قال الراغب: ممن انعم عليهم من الفرق الاربع في المنزلة والثواب النبي بالنبي والصديق بالصديق والشهيد بالشهيد والصالح بالصالح واجازا الراغب ان يتعلق "من النبيين" بقوله ومن يطع الله والرسول اى من النبيين ومن بعدهم۔

(منقول از البحر المحیط للعلامۃ الاندلسی ج ۳ ص ۲۸۷ طبع بیروت)

(ترجمہ) "امام راغب نے ان چاروں قسم کے لوگوں کے بارے میں کہا جن پر انعام کیا گیا ہے درجہ میں اور ثواب میں کہ نبی نبی کے ساتھ۔ صدیق صدیق کے ساتھ اور شہید شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ اور امام راغب نے اس بات کو درست قرار دیا ہے کہ "من النبيين" کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد **ومن يطع الله والرسول** سے ہو یعنی جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے نبیوں میں سے یا ان کے بعد کے درجہ والوں میں سے۔"

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ **من النبيين انعم الله عليهم** سے نہیں بلکہ **ومن يطع الله الخ** سے متعلق ہے۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا۔ اور یہاں یطع مضارع کا صیغہ ہے جو حال واستقبال دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسولوں کی اطاعت کرنے والے ہوں اگر نبوت کا دروازہ بند ہو تو اس آیت کے مطابق وہ کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟

دستول تاویل

مرزائیوں نے مذکورہ عبارت پیش کر کے انتہائی دجل وفریب کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر البحر المحیط سے ماخوذ ہے مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے۔ **وهذا الوجه الذی هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنی ومن جهة النحو۔** (تفسیر البحر المحیط ج ۳ص ۲۸۷ طبع بیروت)

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ قول بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ امام راغبؒ کی کسی کتاب میں اس طرح کی عبارت نہیں ملتی ان کی طرف یہ قول منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ ان کی طرف قول بالا کی غلط نسبت ہونے پر ہمارے پاس دو قرینے موجود ہیں۔ دیکھیے:

پہلا قرینہ

امام راغب اصفہانیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام **الذریعة الی مکارم الشریعة** ہے۔ اگر بالفرض امام راغبؒ کا وہ مسلک ہوتا جو بحر محیط میں نقل کیا ہے تو اس کتاب میں ضرور تحریر کرتے لیکن اس پوری کتاب میں کہیں اشارۃً کنایتاً بھی اس کا ذکر نہیں ہے جو کتاب مستقل اسی آیت کی تفسیر میں لکھی گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ قول ان کی طرف غلط منسوب ہے۔

دوسرا قرینہ

اگر اس طرح کوئی عبارت امام راغب کی کسی اپنی کتاب میں ہوتی تو مرزائی مناظرین امام راغب کی اسی کتاب سے حوالہ دیتے اور وہیں سے نقل کرتے تاکہ دلیل پختہ ہوتی لیکن وہ لوگ تو بحر محیط کی ایک عبارت لے کر لکیر پیٹتے رہتے ہیں کیونکہ اس کا اصل ماخذ کہیں ہے ہی نہیں۔ (یہ بات ۱۹۵۴ء میں مرزائی مناظر قاضی نذیر کے ساتھ مناظرہ کے دوران معلوم ہوئی...... از چنیوٹی) اگر امام راغب کی اپنی کسی کتاب میں یہ عبارت ہوتی تو قادیانی اس کتاب کو پیش کرتے علامہ اندلسی کی کتاب سے خیانت کر کے اس عبارت کو پیش کرنے سے ذلیل و رسوا نہ ہوتے جو اس قول کو نقل کر کے اس کی دھجیاں اڑا رہا ہے۔ (فافہم)

چوتھی دلیل

آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم سے بھی امت قادیانیہ استدلال کیا کرتی ہے' اللہ تعالیٰ اس امت میں اسی قسم کے خلیفے قائم کرے گا۔ جیسا کہ پہلی امتوں میں خلفاء تھے اور پہلی امتوں میں مثلاً حضرت آدم وسلیمان اور داؤد خلفاء خداوندی نبوت سے ممتاز تھے اس لیے مشابہت تامہ کے لئے اس امت میں بھی خلفاء انبیاء ہی ہونے چاہئیں۔

الجواب

تمہارا پیر ومرشد مرزا غلام احمد قادیانی تو اس آیت میں خلفاء سے مراد انبیاء نہیں لیتا وہ تو خلفاء سے مراد ایسے معنی لیتا ہے جو حضرت ابوبکر صدیق وعمر بن خطاب وعثمان بن عفان اور علی المرتضیٰ (رضوان اللہ اجمعین) کو بھی شامل ہیں اور وہ خلیفے جو امت میں ہمیشہ ہمیشہ رہتے آئے ہیں۔ تمہاری طرح نہیں کہ اس سے مراد صرف نبی ہی ہو جو مرزا سے پہلے کوئی اس امت میں سے نہیں ہوا۔ دیکھو مرزا کی کتاب شہادۃ القرآن ص ۴۷ طبع جدید ص ۵۷۔ رخ ص ۳۵۳ جلد ۶ میں اسی آیت کے ماتحت لکھتا ہے:

> ''کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے......... پس جو شخص خلافت کو تیس (۳۰) برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے۔''

آگے چل کر ص ۵۹۔ ۶۰ ر۔ خ ص ۳۵۵۔ ۳۵۶ میں لکھتا ہے:

> ''نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آدیں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلادیں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔''

مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ خلفاء سے مراد نبی نہیں' بلکہ انبیاء کے جانشین مراد ہیں جو وہ نبی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس امت میں اب نبی نہیں آسکتے بلکہ انبیاء کے خلفاء آئیں گے۔

نبوت وہبی ہے کسبی نہیں: (مرزا قادیانی کا اقرار)

(۱) **لا شك ان التحديث موهبة مجردة لا تنال بالكسب البتة كما هو شان النبوة۔** (حمامۃ البشریٰ ص ۸۲ ر۔خ ص ۳۰۱ جلد ۷)

(ترجمہ) ''اس میں ذرا شک وشبہ نہیں کہ مکالمت ومخاطبت الٰہیہ (وحی الٰہی) محض عطائے الٰہی ہے۔ کسی ریاضت یا محنت سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ شان نبوت کا معاملہ ہے۔ یعنی (جیسے مقام نبوت کسی اتباع یا ریاضت ومجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح مقام محدث بھی ہے)

(۲) **''والمؤمن الكامل هو الذى رزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة۔''** (الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۲ ر۔خ ص ۶۴۳ جلد ۲۲)

(۳) ''سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۶۲ ر۔خ ص ۶۴ جلد ۲۲)

(۴) ''اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔ کسی عامل کا عمل نہیں ہے اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے۔ جس سے ہمارے مخاطب برہمو وغیرہ بے خبر ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص ۳۱۲ در روحانی خزائن ص ۳۹۸ جلد ۱)

نبوت وہبی ہے یا کسبی؟

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں اچھا یہ بتاؤ کہ نبوت کسب سے ملتی ہے یا منجانب خداوندی ہبہ کی جاتی ہے۔ اگر وہبی مانتے ہو تو تمہارا استدلال بیکار ہے۔ کیونکہ اطاعت کے ذریعہ ملنے والی نبوت تو کسبی ہی ہوگی۔ اور اگر اسے کسبی مانتے ہو تو یہ بالاجماع باطل ہے اور اگر یہ کہتے ہو کہ ہے تو وہبی مگر اس میں کچھ کسب کا بھی دخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **یهب لمن یشاء اناثا الخ** ...... تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس میں ادنیٰ سا بھی شائبہ کسب کا پایا گیا تو وہ کسبی ہوگئی۔ اور جو آیت تم نے پیش کی ہے اس میں ہم کسب کا دخل مانتے ہی نہیں یہ اولاد دینا تو صرف اللہ کا فعل ہے اس میں بندہ کا دخل نہیں وہ چاہے تو زندگی بھر زوجین کی محنت کے باوجود کچھ نہ دے اور چاہے تو حضرت مریم علیہا السلام کو بلاسبب اولاد دے دے۔

لہذا آیت سے استدلال مطلقاً لغو ہے۔ الغرض کسی بھی طرح اگر نبوت کو کسب کا نتیجہ قرار دیا جائے گا (جیسا کہ مرزائی مانتے ہیں) تو یہ عقیدہ سراسر عصمت انبیاء کے منافی ہوگا۔ اس بارے میں یہ دو حوالے آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں:

(۱) علامہ شعرانیؒ الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں:

فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليس النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء وقد افتى المالكية وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة ۔

(الیواقیت والجواہر ص ۱۶۴۔ ۱۶۵ جلد ۱)

(ترجمہ) ''کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب عرض خدمت ہے، کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ از مترجم) کا خیال ہے مالکیہ وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔''

(۲) قاضی عیاضؒ شفاء میں لکھتے ہیں:

من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله عليه وسلم او بعده او من ادعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب الىٰ مرتبتها الخ وكذلك من ادعىٰ منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم لانه اخبر صلى الله عليه وسلم انه خاتم النبيين لا نبي بعده ۔

(شفاء للقاضی عیاضؒ جلد ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

(ترجمہ) ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی یا آپؐ کے بعد جو کوئی کسی اور کی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا، یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ

نہ کیا۔ تو یہ سب قسم کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ "انا خاتم النبیین"...... کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔"

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے اور اس عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابلِ گردن زدنی اور کافر ہے۔

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ پر اعتراض مع اجوبہ

اعتراض ۱: لا نبی بعدی کا مفہوم یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا جیسا کہ بعض علماء کرام کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ اگر لا نبی بعدی میں عام نفی مراد ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد نہ بتلاتے۔

جواب ۱: یہاں پر لانفی جنس کا ہے اور نفی عام ہے۔ جیسا کہ مرزا نے خود تسلیم کیا ہے: **الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بغیر استثناء وفسرہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقہا وھذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجئی نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین۔** (حمامۃ البشریٰ ص۲۰ ر۔خ جلد۷ ص۲۰۰)

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا نے بڑی صراحت کے ساتھ **خاتم النبیین** اور **لا نبی بعدی** کا وہی ترجمہ اور مفہوم مراد لیا ہے جو ہم لیتے ہیں۔

باقی رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا اعتراض تو اس کا جواب گزر چکا ہے کہ ان کی آمد سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا کیونکہ انہیں نبوت پہلے سے ملی ہوئی ہے اور ان کے دوبارہ آنے سے انبیاء کرام کی فہرست میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا۔

جواب ۲: جس طرح "**لا الہ الا اللہ**" میں اللہ کے بعد کوئی ظلی بروزی خدا نہیں

اس طرح لا نبی بعدی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ظلی بروزی نبی کی گنجائش نہیں۔

اعتراض ۲ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ۔ (مجمع البحار، درمنثور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا لحاظ کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں لیکن ان کا زمانہ آنحضرتؐ سے قبل گزر چکا ہے وہ آنحضرت کے بعد کے نبی نہیں ہیں اور یہ تصریح اس حدیث کے ساتھ ہی مجمع البحار میں اس طرح دی گئی ہے۔

وھذا ناظراً الی نزول عیسٰی بن مریم۔

علامہ زمخشری بھی لکھتے ہیں:

فان قلت کیف کان اخر الانبیاء ...... وعیسٰی ینزل فی اخر الزمان قلت معنی کونہ اخر الانبیاء انہ لا ینبا احد بعدہٗ و عیسٰی ممن نبی قبلہ۔

(تفسیر کشاف)

جواب ۲ : اگر حضرت ام المومنین ختم نبوت کے اسلامی مفہوم کی مخالف اور مرزائی تحریف کی حامی ہوتیں تو وہ مندرجہ ذیل روایات کی راوی ہرگز نہ ہوتیں۔

(۱) **عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ قال لا یبقٰی بعدہ من النبوة الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ وما المبشرات قال الرویا الصالحة یراھا المسلم او تری لہ۔** (کنز العمال)

(ترجمہ) ”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مبشرات کیا چیز ہیں آپ نے فرمایا اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔“

(۲) **انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔** (کنز العمال)

”میں خاتم انبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں کی خاتم ہے۔“

(۳) **عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت یا رسول اللہ أنی أریٰ انی اعیش من بعدک فتاذن لی ان اُذفن الی جنبک فقال وانی لک بذالک**

الموضع؟ ما فيه الا موضع قبری و قبرابی بکر و عمر و عیسی ابن مریم۔ (اخرجہ ابن عساکر کمافی کنزالعمال ص ۲۶۸ جلد ۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا گمان ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی کیا مجھے آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت ہوگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو اس جگہ میں کیسے دفن ہوسکتی ہے؟ وہاں تو میری، ابوبکرؓ، عمرؓ اور حضرت عیسیٰ کی قبر کی جگہ ہے۔

(٤) **عن عائشة رضی الله عنها قالت دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ...... حتی یاتی فلسطین باب لد فینزل عیسیٰ علیه السلام فیقتله ثم یمکث عیسیٰ علیه السلام فی الارض اربعین سنة۔ اماما عدلا وحکماً مقسطاً۔** (الدرالمنثور ۲:۲۴۲، مسند احمد ۶:۷۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دجال کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''...... یہاں تک دجال فلسطین باب لد تک آئے گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اسے (دجال کو) قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں امام عادل اور منصف حاکم بن کر چالیس سال رہیں گے۔''

یہ قادیانیوں کی ڈھٹائی کی انتہا ہے کہ وہ اپنا نظریہ قرآن وحدیث کے مطابق بنانے کی بجائے قرآن وحدیث کو اپنے خودساختہ نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سمیت اسلاف امت پر الزام تراشی سے بھی باز نہیں آتے۔

اعتراض ۳ : **لا نبی بعدی** میں لفظ **بعدی** مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ **فبای حدیث بعد الله وآیته یؤمنون۔** (سورۃ جاثیہ ع۱)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کی آیات کے خلاف کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اس طرح لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف ہو کر کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ حدیث میں ہے:

فاولتهما کذابین لیخرجان بعدی احدهما العنسی والاخر مسیلمة۔

(کتاب المغازی صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ۶۲۸)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دو کذاب ہیں جو میرے بعد یعنی میری مخالفت میں

الموضع؟ ما فيه الا موضع قبری و قبرابی بکر و عمر و عیسی ابن مریم۔ (اخرجہ ابن عساکر کمافی کنز العمال ص ۲۶۸ جلد ۷)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا گمان ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی کیا مجھے آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت ہوگی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تو اس جگہ میں کیسے دفن ہو سکتی ہے؟ وہاں تو میری، ابوبکرؓ، عمرؓ اور حضرت عیسیٰ کی قبر کی جگہ ہے۔

(٤) **عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... حتی یاتی فلسطین باب لد فینزل عیسیٰ علیہ السلام فیقتلہ ثم یمکث عیسیٰ علیہ السلام فی الارض اربعین سنة۔ اماما عدلا وحکماً مقسطاً۔** (الدرالمنثور ۲:۲۴۲، مسند احمد ۶:۷۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دجال کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''...... یہاں تک دجال فلسطین باب لد تک آئے گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اسے (دجال کو) قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں امام عادل اور منصف حاکم بن کر چالیس سال رہیں گے۔''

یہ قادیانیوں کی ڈھٹائی کی انتہا ہے کہ وہ اپنا نظریہ قرآن وحدیث کے مطابق بنانے کی بجائے قرآن وحدیث کو اپنے خودساختہ نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سمیت اسلاف امت پر الزام تراشی سے بھی باز نہیں آتے۔

اعتراض ۳ : **لا نبی بعدی** میں لفظ **بعدی** مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ **فبای حدیث بعد اللہ واٰیتہ یؤمنون۔** (سورۃ جاثیہ ع۱)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کی آیات کے خلاف کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اس طرح لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف ہو کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ہے:

فاولتھما کذابین لیخرجان بعدی احدھما العنسی والاخر مسیلمة۔

(کتاب المغازی صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ۶۲۸)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دو کذاب ہیں جو میرے بعد یعنی میری مخالفت میں

نکلیں گے۔

جواب ۱: خود مرزا نے **لا نبی بعدی** کا ترجمہ مسلمانوں کے مطابق کیا ہے کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

''آنحضرت نے بار بار فرمایا دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث **لا نبی بعدی** ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ **ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین** سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۱۸۴ ر۔خ جلد ۱۳ ص ۲۱۷۔۲۱۸)

جواب ۲: **بَعد** کا ترجمہ ''مخالفت'' عربی محاورہ کے خلاف ہے۔ اور اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اور دوسری حدیثیں بھی **لا نبی بعدی** کا مفہوم واضح کرتی ہیں **لم یبق من النبوۃ الخ** (مشکوٰۃ ص ۳۸۶) **انی اخر الانبیاء**۔ (صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۴۴۶)

ان احادیث میں بعد کا لفظ موجود نہیں ہے اور ہر قسم کی نبوت کی نفی کی گئی ہے' خواہ وہ موافقت میں ہو یا مخالفت میں۔

''**فبای حدیث بعد اللّٰہ وایتہ یومنون**'' کا جواب یہ ہے کہ یہاں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ **ای بعد کتاب اللّٰہ**۔ (دیکھئے خازن وابن جریر وکشاف)

اور حدیث **فاولتھما**' الخ کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ یعنی **یخرجان بعد نبوتی** (فتح الباری) اور اس کی تائید بخاری شریف کی دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: **الکذابین الذین انا بینھما**۔

ایک حضور علیہ السلام کے دنیا سے جانے سے پہلے ظاہر ہوا یعنی اسود العنسی اور دوسرا آپ کے بعد ہوگا یعنی مسیلمہ کذاب جو کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے عہد میں مارا گیا۔

پھر یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ مسیلمہ کذاب کا دعویٰ حضور ؐ کی مخالفت کا نہ تھا۔ اس کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی' اس میں **اشھد ان محمد رسول اللّٰہ** کا برابر ذکر ہوتا تھا۔ مسیلمہ کا یہ دعویٰ تھا کہ حضور علیہ السلام شہروں کیلئے نبی ہیں اور میں دیہاتوں کیلئے نبی ہوں' نبوت ہم دونوں کیلئے مشترک ہے۔ (تاریخ طبریٰ)

جواب ۳: صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث میں **لا نبی بعدی** کی جگہ **لا نبوۃ بعدی** کے الفاظ ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد نبوت کسی کو نہ ملے گی یہ کسی کے مخالف یا موافق ہونے کی بحث نہیں۔

لفظ ''خاتم'' پر قادیانی اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراض ۱: خاتم النبیین کا معنی ہے کہ صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا تمام نبیوں کو نہیں۔

جواب ۱: مرزا کی اپنی تحریروں سے بھی یہ تاویل رد ہوتی ہے۔

(۱) **لا نبی بعدی** میں (لا) نفی عام ہے۔ (ایام الصلح ص ۱۴۶)

(۲) کیا تم نہیں جانتے کہ خدائے رحیم وکریم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰ در خزائن ص ۲۰۰ جلد ۷)

(۳) وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت و امامت وخلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔

(تشحیذ الاذہان ص ۱ جلد ۱)

جواب ۲: قادیانی صرف ظلی بروزی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ اور عام نبوت و رسالت کو بند مانتے ہیں۔ اگر اس آیت میں خاتم النبیین سے مراد خاتم الرسل ہے تو عموم نبوت جسے ان کی اصطلاح میں مستقل نبوت کہا جاتا ہے وہ کس دلیل سے بند ہوئی؟ جس دلیل سے وہ مستقل نبوت کا بند ہونا ثابت کرتے ہیں اسی سے ہم ظلی بروزی نبوت کی بندش ثابت کریں گے۔ **(ما ھو جوابکم فھو جوابنا)**

جواب ۳: اگر آیت خاتم النبیین میں تمام انبیاء مراد نہیں بلکہ صرف رسول مراد ہیں تو قادیانی بتائیں کہ:

(۱) **ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین۔**

(البقرۃ) میں کیا تمام انبیاء پر ایمان ضروری نہیں؟

(۲) **فبعث الله النبیین مبشرین ومنذرین۔** کیا قادیانی یہ معنی کریں گے کہ اللہ نے بعض انبیاء کو بشیر ونذیر بنایا اور بعض کو نہیں؟

(۳) **واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین الخ** کیا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے بعض انبیاء سے عہد لیا اور بعض سے نہیں؟

اعتراض ۲: خاتم النبیین کا معنی ہے افضل النبیین جیسا کہ خاتم الشعراء بمعنی افضل الشعراء استعمال ہوتا ہے۔

جواب ۱: مرزا قادیانی نے مندرجہ ذیل عبارت میں مسلمانوں کے مطابق خاتم کا ترجمہ وتشریح کی ہے۔(ملاحظہ فرمائیں)

(۱) ”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ اور مین ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“

(تریاق القلوب ص ۳۷۹)

(۲) ”بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵)

(۳) ”خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب کے آخر آنے والا ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۸)

(۴) ”قرآن کریم‘ بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۶۱)

جواب ۲: حضرت عباسؓ کے خاتم المھاجرین ہونے والی روایت میں خاتم کا معنی افضل کرنا غلط ہے۔ خاتم کا معنی آخر ہی ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں حضرت عباسؓ کے متعلق لکھا ہے:

ھاجر قبل الفتح بقلیل وشھدا لفتح۔ (الاصابہ ص ۲۶۸ جلد سوم)

حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے چند دن پہلے ہجرت کی اور آپ فتح مکہ کے موقع پر حاضر تھے۔ آپ کے ہجرت کرنے کے بعد کسی اور نے ہجرت نہ کی اس سے ثابت ہوا کہ خاتم کا معنی آخری ہے اور افضل کرنا غلط ہے۔

کے احکام اور پیغام بندوں تک پہنچائے۔ جب اس کی نسبت خدا تعالےٰ کی طرف ہوگی تو وہ نبی کہلائے گا اور جب لوگوں کی طرف اس کی نسبت ہوگی تو وہی نبی رسول کہلائے گا۔ لہٰذا اس تعریف کی رو سے ہر نبی رسول ہوگا اور ہر رسول نبی کہلائے گا۔

نبی اور امتی میں فرق

(۱) ''نبی'' وہ ہوتا ہے جو براہ راست خدا تعالیٰ سے علم حاصل کرے اور وہ علم دینی نوع کا ہو۔ اور ''امتی'' وہ ہوتا ہے جو نبی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ علم حاصل کرے۔

(۲) نبی کا علم بلا چوں و چراں واجب التسلیم ہوتا ہے۔ امتی کے کسی حکم کا ماننا دوسروں پر فرض نہیں ہوتا۔ اگر وہ حکم قرآن وسنت کے مطابق ہے تو قرآن و حدیث کی وجہ سے وہ واجب العمل ہے۔ اگر خلاف ہے تو وہ لائق رد ہے۔

(۳) صرف نبی کے انکار اور عدم انکار سے انسان دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں: ایک ماننے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں دوسرے نہ ماننے والے منکر جو کافر کہلاتے ہیں۔ امتی خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اس سے دو گروہ مؤمنین اور کفار کے نہیں بنتے۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ مجھے خدا تعالےٰ سے براہ راست علم ملتا ہے جس کا ماننا دوسروں پر فرض ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے) تو وہ اپنے اس قول سے امتی نہ رہے گا اسے مدعی نبوت کہا جائے گا۔ مرزا قادیانی خدا تعالیٰ سے علم پانے کے دعویٰ کے مطابق ''نبی'' ہے ''امتی'' نہیں۔ ''امتی نبی'' کی اصطلاح اسلام میں کوئی نہیں یہ قادیانیوں کا محض دھوکہ اور فراڈ ہے یہ دو متضاد صفتوں کا جمع کرنا ہے۔ اگر وہ نبی ہے تو امتی نہیں اور اگر وہ امتی ہے تو پھر نبی نہیں۔ یہ تو ایسے ہے جیسے کسی کو کہیں کہ وہ مرد بھی ہے اور عورت بھی۔

(۴) امتی خواہ وہ کتنے ہی اونچے مرتبہ کا ہو وہ کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی کسی نبی سے افضل ہونے کا دعویٰ کرے وہ امتی نہیں رہے گا۔ اسے مدعی نبوت کہا جائے گا کیونکہ انبیاء بعض بعضوں سے افضل ہوتے ہیں۔ امتی کسی نبی سے افضل نہیں ہوتا مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمام صفات میں افضل ہونے کا مدعی ہے۔ نبی اور امتی کی مذکورہ بالا تشریح کے مطابق مرزا قادیانی ہر تعریف کے مطابق

اعتراض ۳: خاتم کا معنی مہر ہے یعنی حضور علیہ السلام کی مہر لگنے سے نبی بنتے ہیں۔

جواب ۱: مفصل حوالہ ماقبل گزر چکا ہے۔ کہ خاتم النبیین کا معنی ہے ''ختم کرنیوالا نبیوں کا۔'' (دیکھئے ازالہ اوہام ص ۶۱۴)

جواب ۲: ماقبل حوالہ گزر چکا ہے کہ مرزا نے لکھا ہے کہ میں اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ کیا مرزائی اس عبارت میں مہر والا معنی گوارا کرلیں گے؟

جواب ۳: عسل مصفی ج ۱ ص ۱۱۷ میں درج مجددین کی فہرست میں سے کسی بھی مفسر محدث کا حوالہ دیں جس نے خاتم کا معنی ''مہر لگانے والا'' کیا ہو۔

ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اقوال بزرگان دین کا اجمالی جواب

مرزائی لوگ بسا اوقات ملا علی قاری و شیخ اکبر وغیرہم کی عبارتیں پیش کیا کرتے ہیں جن کا ماحصل مرزائیوں کے خیال میں یہ ہوتا ہے کہ نبوت تشریعی بند ہے اور اس کا مفہوم مخالف مرزائیوں کے خیال میں یہ ہوتا ہے کہ نبوت غیر تشریعی جاری ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ بقول مرزا محمود قادیانی مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ نبوت تشریعی ہی ہوتی ہے۔ دیکھو حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۲' ۱۲۳ تو ہم یہ کہیں گے کہ بقول محمود قادیانی اہل اسلام کے نزدیک صرف ایک ہی نبوت تھی یعنی تشریعی تو گویا کوئی نبوت جاری نہ ہوئی۔

عبارت حقیقۃ النبوۃ یہ ہے' ص ۱۲۲' ۱۲۳' ۱۳۳' ۱۳۶:

> ''نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے ہیں یہ ہے کہ نبی وہی ہوسکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلاواسطہ نبوت پائی ہو اور کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔''

قادیانی جن اکابرین کی عبارتیں پیش کر کے دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ تمام غیر تشریعی نبوت کے قائل تھے یہ سراسر ان پر بہتان ہے ان میں سے کوئی بزرگ بھی قادیانی نبوت (ظلی

بروزی) کے جاری ہونے کا قائل نہیں ہے اگر ان حضرات کی اس عبارت کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے اور ان کی دیگر تصریحات کو سامنے رکھا جائے تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ ''اقوال بزرگان'' کے تفصیلی جوابات حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتاب ''عقیدۃ الامت'' میں موجود ہیں اس کا مطالعہ کرنا انتہائی مفید بلکہ ضروری ہے۔

ان تمام بزرگان کی عبارتوں کا ایک اجمالی جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے جو اس قسم کی عبارتیں لکھی ہیں ان کے پیش نظر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ہے۔ اس لئے وہ حضرات لکھتے ہیں کہ کوئی جدید شریعت والا نبی نہیں آسکتا بلکہ آپ کا تابع آسکتا ہے ان کی اس سے مراد صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوتے ہیں کیونکہ وہ جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے بلکہ وہ آپ کی اور آپ کی شریعت کی پیروی کریں گے۔ بس عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کرنے کی خاطر اس طرح کی عبارتیں ہوتی ہیں کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صراحت آجاتی ہے کہیں نہیں۔ عبارت کے عموم سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اس سے خبردار رہنا چاہیئے۔ فافہم۔

فائدہ عظیمہ
نبی اور رسول میں فرق

نبی اور رسول کی تعریف میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور جو بھی تعریف کی جائے اس پر کوئی نہ کوئی نقض اور اعتراض وارد ہو جاتا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے۔ یعنی رسول وہ ہے جو صاحب کتاب ہو اور نبی عام ہے۔ بعض حضرات رسول کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ رسول وہ ہے جو قوم کفار کی طرف بھیجا جائے اور نبی عام ہے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک اس کے برعکس رسول عام ہے اور نبی خاص ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں نبی اور رسول دونوں مترادف ہیں اور ایک دوسرے پر استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہی درست معلوم ہوتا ہے جس پہ کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ دراصل ''نبی اور رسول'' ایک ہی ذات کی دو صفات ہیں۔ ''نبی'' کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پاتا ہے اور رسول اسے کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ

کے احکام اور پیغام بندوں تک پہنچائے۔ جب اس کی نسبت خداتعالےٰ کی طرف ہوگی تو وہ نبی کہلائے گا اور جب لوگوں کی طرف اس کی نسبت ہوگی تو وہی نبی رسول کہلائے گا۔ لہٰذا اس تعریف کی رو سے ہر نبی رسول ہوگا اور ہر رسول نبی کہلائے گا۔

نبی اور امتی میں فرق

(۱) ''نبی'' وہ ہوتا ہے جو براہ راست خداتعالیٰ سے علم حاصل کرے اور وہ علم دینی نوع کا ہو۔ اور ''امتی'' وہ ہوتا ہے جو نبی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ علم حاصل کرے۔

(۲) نبی کا علم بلا چوں و چراں واجب التسلیم ہوتا ہے۔ امتی کے کسی حکم کا ماننا دوسروں پر فرض نہیں ہوتا۔ اگر وہ حکم قرآن وسنت کے مطابق ہے تو قرآن وحدیث کی وجہ سے وہ واجب العمل ہے۔ اگر خلاف ہے تو وہ لائق رد ہے۔

(۳) صرف نبی کے انکار اور عدم انکار سے انسان دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں: ایک ماننے والے جو مسلمان کہلاتے ہیں دوسرے نہ ماننے والے منکر جو کافر کہلاتے ہیں۔ امتی خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ اس سے دو گروہ مؤمنین اور کفار کے نہیں بنتے۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ مجھے خداتعالےٰ سے براہ راست علم ملتا ہے جس کا ماننا دوسروں پر فرض ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے) تو وہ اپنے اس قول سے امتی نہ رہے گا اسے مدعی نبوت کہا جائے گا۔ مرزا قادیانی خداتعالیٰ سے علم پانے کے دعویٰ کے مطابق ''نبی'' ہے ''امتی'' نہیں۔ ''امتی نبی'' کی اصطلاح اسلام میں کوئی نہیں یہ قادیانیوں کا محض دھوکہ اور فراڈ ہے یہ دو متضاد صفتوں کا جمع کرنا ہے۔ اگر وہ نبی ہے تو امتی نہیں اور اگر وہ امتی ہے تو پھر نبی نہیں۔ یہ تو ایسے ہے جیسے کسی کو کہیں کہ وہ مرد بھی ہے اور عورت بھی۔

(۴) امتی خواہ وہ کتنے ہی اونچے مرتبہ کا ہو وہ کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا۔ جو کوئی کسی نبی سے افضل ہونے کا دعویٰ کرے وہ امتی نہیں رہے گا۔ اسے مدعی نبوت کہا جائے گا کیونکہ انبیاء بعض بعضوں سے افضل ہوتے ہیں۔ امتی کسی نبی سے افضل نہیں ہوتا مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تمام صفات میں افضل ہونے کا مدعی ہے۔ نبی اور امتی کی مذکورہ بالا تشریح کے مطابق مرزا قادیانی ہر تعریف کے مطابق

مدعی نبوت ہے انہی وجوہ کی بناء پر قادیانی گروہ اسے ''نبی'' تسلیم کرتا ہے۔ لاہوری جماعت کا مرزا قادیانی کو مدعی نبوت تسلیم نہ کرنا نہ صرف یہ کہ دھوکہ اور فراڈ ہے بلکہ خود مرزا قادیانی اور اس کی تعلیمات کا بھی انکار ہے۔ فافہم و تدبر۔

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر

مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کافر کیوں ہیں؟ اس کی وجوہات تلاش کی جائیں تو دس سے زیادہ ہیں۔ تاہم اہم اور نمایاں وجوہ تکفیر درج ذیل ہیں:

(۱) مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت کا انکار۔

(۳) حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی اور قرب قیامت میں ان کے دوبارہ آنے کا انکار۔

(۴) حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ کی شان میں ناقابل بیان گستاخیاں۔

(۵) حضرت عیسیٰ کے علاوہ دیگر انبیاء کی اہانت خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی و گستاخی۔

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار۔

(۷) اسلامی فریضہ جہاد کا انکار۔

(۸) مرزا کو نہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر۔

ان وجوہ کفر کی تشریح و تفصیل یہ ہے:

مرزا کے کفر کی پہلی وجہ
مرزا کا دعویٰ نبوت

(۱) ''محمد رسول الله والذين معه...... اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳ ر۔خ جلد ۱۸ ص ۲۰۷)

(۲) ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی

نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۵۰۳)

(۳) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱ ر۔خ جلد ۱۸ ص ۲۳۱)

(۴) "خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۷ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۵۰۲)

(۵) "جب سن ہجری کی تیرہویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لیکر اخیر تک جس قدر نبی گزر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد معہود رکھا اور دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۱۳ ر۔خ جلد ۲۳ ص ۳۲۸)

(۶) "خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷ ر۔خ جلد ۲۳ ص ۳۳۲)

مرزا کے کفر کی دوسری وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار

(۱) "مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی

ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔"

(کشتی نوح ص ۱۶ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۱۸)

(۲) "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ ر۔خ جلد ۳ ص ۲۵۴۔۲۵۵)

(۳) "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔"

(کشتی نوح ص ۱۶ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۱۸)

(۴) "آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔ اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ ر۔خ جلد ۱۱ ص ۲۹۰)

مرزا کے کفر کی تیسری وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار

(۱) "یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے شرک عظیم ہے۔ جو نیکیوں کو کھا جانے والی چیز ہے اور عقل کے خلاف ہے۔" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۶۶۰)

(۲) "بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے۔"

(کشتی نوح ص ۵۳ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۵۷۔۵۸)

(۳) "جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔

اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔'' (اعجاز احمدی ص ۶ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۱۱۳)

(۴) ''حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ ان پر تہمتیں ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۰ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۴۰۶)

مرزا کے کفر کی چوتھی وجہ

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی شان میں ناقابل بیان گستاخیاں

(۱) ''حضرت عیسیٰ نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا...... بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے۔''

(چشمہ مسیحی ص ۱۱ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۴۶)

(۲) ''وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں۔ کمزور سا آدمی تھا جس کو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آ گیا۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص ۲۳ ر۔خ جلد ۲۰ ص ۲۵)

(۳) ''ان میں کوئی بھی ایسی خاص طاقت ثابت نہیں ہوئی جو دوسرے نبیوں میں پائی نہ جائے بلکہ بعض دوسرے نبی معجزہ نمائی میں ان سے بڑھ کر تھے اور ان کی کمزوریاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ محض انسان تھے۔''

(لیکچر سیالکوٹ ص ۴۳ ر۔خ جلد ۲۰ ص ۲۳۵۔۲۳۶)

(۴) ''اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر

خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ۔" (چشمہ مسیحی ص۲۳ ر۔خ جلد۲۰ ص۳۵۴)

(۵) "دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔" (چشمہ مسیحی ص۲۶ ر۔خ جلد۲۰ ص۳۵۵۔۳۵۶)

(۶) "اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔" (چشمہ مسیحی ص۲۷۔۲۸ ر۔خ جلد۲۰ ص۳۵۶)

(۷) "حضرت عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح ص۶۵ ر۔خ جلد۱۹ حاشیہ ص۷۱)

(۸) "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷ ر۔خ جلد۱۱ ص۲۹۱)

کفر کی پانچویں وجہ

حضرت عیسیٰ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام خصوصاً نبی اکرم ﷺ کی اہانت

(۱) "خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔"

(تحفہ گولڑویہ ر۔خ جلد۱۷ ص۲۰۵)

(۲) ''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم**۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ ر۔خ جلد ۱۸ ص ۲۰۷)

(۳) ''میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۲۱ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۵۲۱)

(۴) ''ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے۔ کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدی کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کر کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳ از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(۵) ''اس (نبی کریمؐ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔'' (اعجاز احمدی ص ۷۱ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۱۸۳)

(۶) ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے۔''

(مرزا محمود کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۵ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۷) ''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلاتے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۵۷۵)

(۸) ''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۹ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۹۹)

(۹) ''پس اب کیا یہ پرلے درجے کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم **لا نفرق بین احد من رسله** میں داؤد اور سلیمان، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۷ مؤلفہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

(۱۰) انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ دادست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(ترجمہ) ''اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ خداوند نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے۔ مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔'' (نزول المسیح ص ۱۰۰ ر۔خ جلد ۱۸ ص ۴۷۷۔۴۷۸)

مرزا کے کفر کی چھٹی وجہ

حضرت عیسیٰ کے معجزات کا انکار

(۱) ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ ر۔خ ص ۲۹۰ جلد ۱۱ حاشیہ)

(۲) ''مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔''

(ازالہ اوہام در روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۶۳ در حاشیہ)

(۳) ''غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔'' (حوالہ بالا)

(۴) اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے

روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ (ازالہ اوہام ص ۷۷ا حاشیہ ر۔خ ص ۲۵۵ جلد ۳)

(۷) سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۱۲۶ ا ر۔خ جلد ۳ ص ۲۵۴)

(۸) یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا م) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۳۵ ا ر۔خ جلد ۳ ص ۲۶۳)

مرزا کے کفر کی ساتویں وجہ

اسلامی فریضہ جہاد کا انکار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **الجہاد ماض الی یوم القیامۃ۔** جہاد یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی جس وقت تک دنیا میں طاغوتی طاقتیں موجود ہیں اس وقت تک جہاد جاری رہے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد باطل اور طاغوتی طاقتیں ختم ہو جائیں گی۔ پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاد ہوتا ہے اہل باطل سے جب کہ اس وقت کفار کا خاتمہ ہو جائے گا۔

انگریز کے اشارے پر مرزا قادیانی نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے

لئے حرمت جہاد کا اعلان کیا یہ کفر ہے۔

چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷ر۔خ جلد ۱۶ص ۱۷)

(۲) میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۱۹)

(۳) سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ (شہادت القرآن ص ۸۴ر۔خ جلد ۶ص ۳۸۰)

(۴) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۲ر۔خ جلد ۱۷ص ۷۷۔۷۸)

مرزا کے کفر کی آٹھویں وجہ

تمام مسلمانوں کی تکفیر

(۱) ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے۔''

(نزول المسیح ص ۴ حاشیہ ر۔خ جلد ۱۸ص ۳۸۲)

(۲) ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو

نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

(۳) ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔'' (تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم)

(۴) ''خداتعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ ص ۶۰۰ طبع دوم)

(۵) ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا بشیر الدین محمود)